ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

16 تا 22 ذوالحجہ 1447ھ / 2 تا 8 جون 2026ء

اُمید اور یقین کے بیج بوئیے!

دعوتِ حق اور تحریکِ اسلامی کے کارکنوں کا کام بالکل ایک کسان کا سا ہوتا ہے۔ ایک مدت کھیتی کو تیار کرنے پر صرف ہوتی ہے، پھر اسے سینچنا ہوتا ہے، پھر اس میں بیج ڈالنا ہوتا ہے، پھر اس کے گرد باڑ کھڑی کرنی ہوتی ہے، پھر اس کی نلائی اور گوڈی کرنی ہوتی ہے، اور پھر صبر سے اُس اجل مسمّٰی کا انتظار کرنا ہوتا ہے، جب کہ وہ اپنا حاصل دے۔ اگر کسان بے صبرا ہو اور ہل جوتنے کے ساتھ ہی زمین سے مطالبہ کرے کہ لا فصل دے، یا بیج ڈالنے کے ساتھ ہی اس سے معاوضۂ محنت طلب کرے، تو زمین اُسے مایوسی و نامرادی کے سوا اور کچھ نہ دے سکے گی! ایسے ہی اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کو انسانی تمدن و سیاست کی کھیتی پر لمبے صبر کے ساتھ محنت کرنی ہوتی ہے اور نتائج کے لیے اجل مسمّٰی کا انتظار پورے سکون سے کرنا پڑتا ہے، تب کہیں جا کے کچھ حاصل پلے پڑتا ہے۔ ورنہ اگر بے صبری کا یہ عالم ہو کہ ادھر آپ بیج ڈال کے فارغ ہوئے، ادھر آپ بورے گٹھڑیاں لے کے پہنچ گئے کہ بس اب پھلوں اور غلے کو گھر پہنچانا ہے، تو ظاہر بات ہے کہ پھلوں اور غلے کا تو کیا سوال، وہاں تو کھیتی میں کوئی کونپل بھی پھوٹتی ہوئی نظر نہ آئے گی۔ ایسا بے صبرا کسان بددل اور مایوس ہی تو ہوگا...... اسی لیے اللہ نے تحریکِ حق کے کارکنوں کے لیے صبر سے محنت کرنے کو لازم ٹھہرایا ہے۔

نعیم صدیقیؒ
ترجمان القرآن دسمبر 1949ء

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

سود کی نحوست!

امیر سے ملاقات (50)

برا ہیمی نظر پیدا مگر مشکل......

آیئے، الٰہی نظام الاوقات پر عمل کریں!

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت (4)

مطالعہ کی اہمیت

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1184

حضرت لقمانؑ کی حکمت و دانائی

سورۃ لقمٰن | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 12

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ
وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۲﴾

آیت ۱۲: ﴿وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ﴾ ”اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی“

﴿اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ﴾ ”کہ اللہ کا شکر ادا کرو!“

انسان کی حکمت و دانائی اور اس کی فطرت کے ”سلیم“ ہونے کا لازمی تقاضا ہے کہ جو کوئی بھی اس کے ساتھ بھلائی کرے اُس کے لیے اس کے دل میں بھلائی اور احسان مندی کے جذبات پیدا ہوں اور پھر وہ مناسب طریقے سے ان جذبات کا اظہار بھی کرے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کی فطرت بالکل ہی مسخ نہ ہو چکی ہو تو وہ اپنے محسن اعظم اور منعم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ہر لمحہ اور ہر مقام پر ضرور کلمہ شکر بجا لائے گا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اللہ کے شکر کے اظہار کے لیے بہترین کلمہ شکر ”اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ“ ہے جو قرآن مجید کا کلمہ آغاز بھی ہے۔

﴿وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ﴾ ”اور جو کوئی بھی شکر کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے۔“

﴿وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۲﴾﴾ ”اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے اور وہ اپنی ذات میں خود محمود ہے۔“

احسانات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور اس کا فائدہ خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت کے اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کے حمد و شکر کی پرواہ نہیں ہے۔

درس حدیث

سیاسی کشیدگی کیوں؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی ضرور ملے گی) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک پہنچیں۔ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کو قحط سالی، روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔ جب وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انہیں کبھی بارش نہ ملے۔ جب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیئے جاتے ہیں، وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو اُن کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 ذوالحجہ 1447ھ جلد 35
2 تا 8 جون 2026ء شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادایہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سود کی نحوست!

وفاقی شرعی عدالت کے 28 اپریل 2022ء کے فیصلہ کے فوراً بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومتِ وقت اور ریاست کے تمام معاشی ادارے فوری طور پر اس فیصلہ پر مِن وعَن مرحلہ وار عمل درآمد شروع کر دیتے تاکہ آئینِ پاکستان کی دفعہ F-38 کے علاوہ دفعات A-2 اور 227 پر بھی حقیقی معنوں میں عمل درآمد کیا جاتا۔ اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ سودی نظام کے فوری اور مکمل خاتمے کی طرف بڑھا جائے تاکہ معیشت کے حوالے سے قرآن و سنت سے متصادم قوانین اور طرزِ عمل کا خاتمہ کیا جاتا اور مملکتِ خداداد پاکستان کے معاشی نظام کو مکمل طور پر شریعت کے مطابق ڈھالنے کی طرف پیش قدمی شروع کی جاتی۔ لیکن انتہائی افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ اس فیصلے کو بعض بینکوں اور بعض افراد نے سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ اسی دوران حکومت اور سٹیٹ بینک کے بعض اعلیٰ عہدیداران نے ایسے بیانات دیئے جس سے واضح ہو گیا ہے کہ حکومتِ پاکستان اور ملک کے معاشی ادارے ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد اور سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے جائزہ لینے کے لیے ایک ٹاسک فورس بھی تشکیل دی۔ ٹاسک فورس میں دیگر سٹیک ہولڈرز کے علاوہ بعض علماء کرام کو بھی شامل کیا گیا جس کی ہماری معلومات کے مطابق دوسری میٹنگ ہی نہ ہو سکی!

پاکستان سے سود کی نحوست کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے جاری مستقل جنگ کے خاتمے اور ملکی معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنے کے لیے ہمارے نزدیک درج ذیل اقدامات انتہائی اہم ہیں۔ اِن میں بعض اقدامات انفرادی سطح پر کرنے کے ہیں اور زیادہ تر اقدامات حکومت و ریاست کی ذمہ داری ہیں۔

ہر مسلمان اپنا جائزہ لے اور اگر خدانخواستہ کسی سودی معاملے میں ملوث ہے تو فی الفور اس سے لاتعلقی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی جناب میں توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہر دم اپنے پیشِ نظر رکھے: ''پس جس کو اس کے رب کی طرف سے (سود چھوڑنے کی) یہ نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی (سود چھوڑنے کا یہ حکم سن لینے کے بعد) دوبارہ سود لے گا وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (سورۃ البقرہ:275)

پھر یہ کہ ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ خود اللہ کی مکمل بندگی کے ساتھ ساتھ پاکستان میں اقامتِ دین یعنی نظامِ خلافت کے قیام کے لیے بھی جدوجہد کرے۔ کیونکہ سودی نظام کا مکمل خاتمہ اور اسلام کے نظامِ زکوٰۃ، عشر، صدقات و انفاق فی سبیل اللہ کا نفاذ اس کے بغیر ممکن نہیں۔ سود ہی وہ شیطانی چرخہ ہے جس پر سرمایہ دارانہ نظام کے سارے تار و پود کو بُنا گیا ہے۔ سیاسی حوالے سے دیکھا جائے تو بڑی تعداد میں ایسے ممالک موجود ہیں جو ''جمہوریت'' کے علاوہ کسی طرزِ حکومت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد سے لے کر اگلے تقریباً 45 سال تک سوویت یونین میں کمیونسٹ نظامِ حکومت چلایا گیا اور اگرچہ کارل مارکس کی کتاب ''داس کیپیٹل'' میں سرمایہ دارانہ نظام کی دیگر تباہ کاریوں کے ساتھ سود کی شناعت پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور اصولی طور پر کمیونسٹ نظامِ معیشت میں سود کی گنجائش نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ 18 ویں صدی کے بعد سود کے بغیر کسی بھی نظام کو چلنے ہی نہیں دیا گیا۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سودی لین دین کی ہر سطح پر مذمت کرے اور اس کے خلاف کم از کم نہی عن المنکر باللسان ضرور کرے اور عوامی سطح پر سودی نظام کے خلاف بیداری کا ماحول پیدا کرنے کی ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کرے۔

وفاقی شرعی عدالت کے 28 اپریل 2022ء کے فیصلے کے مطابق 5 سال کے اندر اندر حکومت کو سودی نظام ختم کرنے کے لیے قانون سازی کرنا ہے۔ شرکی علمبردار قوتیں یقیناً اس فیصلے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کریں گی بلکہ کر رہی ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم سودی نظام کے خلاف اپنی کوششیں جاری رکھیں اور باطل کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ اس حوالے سے تمام دینی جماعتیں سود کے معاملے پر متحد ہو کر تحریک برپا کریں۔ حکومتی اتحاد میں شامل مذہبی رجحان رکھنے والی جماعتوں کو سودی نظام کے خاتمہ کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے۔ حکومت اور سٹیٹ بینک، دیگر اداروں/ افراد کو سود کے حوالے سے دائر اپیلیں واپس لینے پر مجبور کریں۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کا فرضِ منصبی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر تمام اپیلوں کو جلد از جلد نمٹائے۔

مئی 2026ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کا اندرونی و بیرونی کل واجب الادا قرض تقریباً ساڑھے 80 کھرب روپے کے برابر ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اندرونی قرض کی مد میں تقریباً 53 کھرب روپے واجب الادا ہیں جبکہ بیرونی قرض تقریباً 27 کھرب روپے ہے۔ یاد رہے کہ اس رقم میں اصل زر بمعہ سود شامل ہیں اور سود کی ادائیگی مجموعی طور پر اصل زر سے کہیں زیادہ ہے۔ ہمارے نزدیک اس گھمبیر صورتحال سے نکلنے کے لیے ریاست کو کچھ Out of the box حل تلاش کرنا ہوں گے۔ اس کی ایک نظیر پریسلر ترمیم کے تحت امریکہ کا رقم وصول کرنے کے باوجود پاکستان کو ایف 16 طیارے نہ دینا ہے۔ 1980ء کی دہائی کے آغاز میں امریکہ نے پاکستان کو 28 ایف 16 طیارے بیچنے کا معاہدہ کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جنگ لڑی جا رہی تھی۔ البتہ فروری 1989ء میں جب سوویت یونین کو افغانستان میں شکست ہوگئی اور سوویت یونین خود شکست و ریخت کا شکار ہوگیا تو 1990ء میں پریسلر ترمیم (جو امریکی سینٹ نے 1985ء میں پاس کی تھی) کو نافذ کر دیا گیا اور اس کا سہارا لیتے ہوئے امریکی حکومت نے پاکستان کے ساتھ ایف 16 طیارے بیچنے کا معاہدہ منسوخ کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ جنگی طیاروں کی خرید کے لیے پاکستان نے جو رقم امریکہ کو ادا کر رکھی تھی اُسے بھی واپس کرنے سے انکار کر دیا اور طیارے امریکی سرزمین پر کھڑے رہنے کے اخراجات بھی پاکستان سے کٹوتی کی صورت میں وصول کیے۔ پھر بقیہ رقم جو امریکہ کی طرف واجب الادا تھی اس کے بدلے پاکستان کو جلی ہوئی گندم فراہم کر دی اور اعلان کر دیا کہ معاہدہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ ایسی ہی نظیر کو پاکستان بھی یہ موقف اپنا کر استعمال کر سکتا ہے کہ کیونکہ وفاقی شرعی عدالت جو شرعی معاملات کے حوالے سے ملک کا اعلیٰ ترین عدالتی فورم ہے، اُس نے ربا (ہر نوع کے سود) کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا پاکستان واجب الادا اصل زر تو ادا کرے گا لیکن ربا یعنی سود کو عدالتی حکم کے مطابق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اصل زر موافق معاشی حالات کے مطابق ادا کر دیا جائے گا۔ اس حوالے سے پارلیمنٹ میں قرارداد بھی منظور کی جائے اور پھر اس پر حکومت، اپوزیشن، عدلیہ، سول و عسکری بیوروکریسی اور عوام ڈٹ جائیں۔

علاوہ ازیں ایک لائحہ عمل جسے 1917ء میں بالشوک انقلاب کے بعد روس سے لے کر 1980ء کی دہائی میں ارجنٹائن، برازیل، میکسیکو اور چلی، اور پھر 2009ء کے یورپی اقتصادی بحران کے باعث یونان، سپین اور پرتگال سب کامیابی سے اختیار کر چکے ہیں وہ sovereign debt default ہے، جس کی بنیاد ناجائز (illegitimate) اور بدبودار (odious) قرض ہے۔ قارئین کو شاید حیرت ہو کہ اس معاملہ پر بین الاقوامی کیس لاء انتہائی مضبوط ہے اور اس سلسلے میں معاونت فراہم کرنے والے ادارے بھی موجود ہیں۔ ان تمام ممالک نے واجب الادا قرض اس بنیاد پر ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ آئی ایم ایف اور اس جیسے دیگر عالمی مالیاتی ادارے اور اُن کی گارنٹی پر سودی قرضہ دینے والے ممالک اور نجی بینک جانتے تھے کہ قرض کا پیسہ وصول کرنے والے اسے ملکی ترقی کی بجائے ذاتی مفادات اور جائیدادیں بنانے میں صرف کریں گے لیکن اس کے باوجود ان ممالک کو سودی قرض دے دیا گیا۔ ہم مکرر عرض کرتے ہیں کہ بین الاقوامی کیس لاء میں اس کی کئی نظیریں موجود ہیں اور اس نوعیت کے مقدمات میں معاونت فراہم کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر کئی لیگل فورمز اور لاء فرمز موجود ہیں۔ البتہ اس میں ایک بڑا مسئلہ جو سامنے آئے گا وہ یہ ہے کہ ماضی میں قرضہ حاصل کرنے والی شخصیات آج بھی کسی نہ کسی حیثیت میں حکومت کا حصہ ہیں۔

پھر یہ کہ کم از کم پاکستان جیسے اسٹریٹجک اہمیت کے حامل ملک (اسلامی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہونا، ایٹمی طاقت بننا اور شاندار میزائل ٹیکنالوجی حاصل کرنا، پیشہ ورانہ مہارت کی حامل potentially بہترین فوج) کی حد تک اندرونی و بیرونی قرضہ اور اس پر واجب الادا سود سے جان چھڑانے کی جو بھی کوشش کی جائے گی، اندرونی اور بیرونی دونوں سطحوں پر سخت ردعمل اور نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے لیے عوام سمیت ملک کے تمام سٹیک ہولڈرز کو تیار رہنا ہوگا۔ بہرحال حالات کیسے بھی نامساعد نظر آئیں، بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کو ختم کریں تاکہ ملک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور ہماری دنیا کے ساتھ آخرت بھی سنور جائے۔

ہماری مسلمانانِ پاکستان سے استدعا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی خاطر اپنی انفرادی زندگی میں ہر طرح کے سود سے مکمل اجتناب کریں اور اجتماعی زندگی میں اس نافرمانی اور ظلم کے خلاف مل جل کر آواز اٹھانے اور اسے ختم کر کے حق اور عدل پر مبنی اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کی اس کوشش میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں۔ حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت دے۔ وہ بھی اپنی آخرت سنوارنے کی سعی کریں۔ وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلہ کے فی الفور اور مکمل نفاذ کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ بنے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کو ختم کریں۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کی مانیں تاکہ اس کی مدد شامل حال ہو۔

پاکستان دشمنوں میں گھرا ہوا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور ہمارے خطے میں بھارت، امریکہ کے ساتھ مل کر جو گریٹ گیم کھیلنا چاہتے ہیں، اس کی راہ میں پاکستان ایک ایسا کانٹا ہے جسے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ ایران پر امریکی اور اسرائیلی حملے اس کی واضح دلیل ہیں۔ طاغوتی قوتیں ایران کو ٹھکانا اور پاکستان کو نشانہ بنانا چاہتی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں ایک سال قبل پلوامہ کا بھارتی ڈراما اور ردعمل اسی سازش کا ایک حصہ تھا۔ دشمن انتہائی عیار ہے اور ہمارے تمام بڑے دانستہ یا نادانستہ ملکی مفاد کو زک پہنچا رہے ہیں۔ دانا وہی ہوتا ہے جو دشمن کے وار سے پہلے اس کا ادراک بھی رکھے اور اس سے نبرد آزما ہونے کا منصوبہ بھی تیار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا اور ملک و ملت کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

✿✿✿

مشکل ترین حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپریشن ”بنیان مرصوص“ میں فتح عطا فرمائی، اس پر ہمیں شکرگزاری کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے،

جشنِ ”معرکۂ حق“ کے نام پر جس طرح اللہ کے احکامات کی دھجیاں اُڑائی گئیں، یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے،

سوویت یونین پاکستان سے کئی گنا بڑی طاقت تھی لیکن نظریہ کو ترک کیا تو اپنا وجود بھی قائم نہ رکھ سکا، پاکستان کو سیکھنا چاہیے،

”بنیان مرصوص“ کی قرآنی اصطلاح کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ ہم پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلام کا قلعہ بنائیں،

آج نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج و قربانی جیسی عظیم عبادات محض رسم بن کر رہ گئی ہیں جبکہ ان کی روح سے اُمت غافل ہے۔

خصوصی پروگرام ”امیر سے ملاقات“ میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

مرتب: ابوابراهیم

سوال: مئی 2025ء میں بھارت کے ساتھ پاکستان کا معرکہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو فتح نصیب فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے اور کن کن وجوہات سے یا کن کن حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب آسکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝۷﴾ (سورہ ابراہیم)

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا' اور اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔“

بھارت نے پہلگام کا فالس فلیگ ڈراما رچا کر پاکستان پر جنگ مسلط کی اور اس کا نام آپریشن سندور رکھا۔ پاکستان نے جوابی آپریشن کا نام سورۃ الصف کی آیت نمبر 4 سے لیا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝۴﴾ ”اللہ کو تو محبوب ہیں وہ بندے جو اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر قتال کرتے ہیں' جیسے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہوں۔“

یہ اچھی بات تھی اور بہت اچھی بات یہ تھی کہ بھارت کے پے در پے حملوں کے بعد پاکستان نے آپریشن بنیان مرصوص کا آغاز کیا تو نماز فجر ادا کر کے اور اس کے بعد نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بہترین کامیابی عطا فرمائی۔ اس کے باوجود کہ پاکستان سیاسی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور ہر لحاظ سے بحرانوں کا شکار ہے، دنیا میں پاکستانی پاسپورٹ کی کوئی قدر نہیں ہے، ہماری عدلیہ کا شمار دنیا کے بدترین نظامِ انصاف میں ہونے لگا ہے۔ ہماری ان تمام تر غلطیوں، کوتاہیوں اور نافرمانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پاکستان کو فتح عطا فرمائی۔ پھر اس سال ایران امریکہ جنگ کے دوران اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو مزید عزت بخشی اور پاکستان جنگ بندی کروانے میں کامیاب ہوا جس سے دنیا میں پاکستان کی بہت نیک نامی ہوئی۔ اس کے باوجود کہ ہمارا ملک مشکلات اور مصائب کا شکار ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت فضل کیا اور بہت بڑی نعمت ہمیں عطا فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نعمت عطا فرمائے تو بندوں کا طرزِ عمل شکرگزاری والا ہونا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے ایک سال مکمل ہونے پر جو جشن منایا، اُس میں رقص و سرود، فحاشی اور عریانی، بے پردگی سمیت بہت کچھ ایسا تھا جو شریعت کی مخالفت اور سرکشی پر مبنی تھا۔ کہاں ہم نے قرآن پاک سے بنیان مرصوص کے الفاظ لے کر اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے معرکہ لڑا اور کہاں آج ہم اسی قرآن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اللہ کے احکامات کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔ یہ تو صریح ناشکری والی بات ہے۔ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت سے سیکھنا چاہیے کہ جب آپ ﷺ کو خوش خبری ملتی تو آپ سجدۂ شکر بجالاتے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا سر شکرگزاری کی وجہ سے رب کے سامنے جھکا ہوا تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک اونٹ کے کجاوے پر ٹکی ہوئی تھی۔ گویا اعلان ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کسی فاتح کی حیثیت سے نہیں بلکہ اللہ کے ایک عاجز اور شکرگزار بندے کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہم جشنِ معرکۂ حق کے نام سے جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ سنت رسول ﷺ سے کوئی مطابقت رکھتا ہے؟ غور کرنا چاہیے کہ ہماری یہ حرکتیں اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انعام دینا چاہتا ہے جبکہ ہم اللہ کے احکامات توڑ رہے ہیں۔ ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ملکی حالات پہلے ہی ناگفتہ بہ ہیں۔ پٹرول 416 روپے فی لٹر پر پہنچ گیا ہے، ہمارا ہر پیدا ہونے والا بچہ ساڑھے تین چار لاکھ کا مقروض ہے۔ ہماری آبادی کی کثیر تعداد ایسی ہے جس کو دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہے، آئے روز خودکشیاں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف ہماری حرکتیں کیسی ہیں؟ وزیراعلیٰ پنجاب کے لیے طیارہ 11 ارب روپے کا خریدا گیا۔ کروڑوں روپے معرکہ حق کے جشن میں پھونک دیے گئے اور اب اعلان کیا گیا کہ ساڑھے 4 ارب روپے کی لاگت سے معرکۂ حق کی یادگار تعمیر کی جائے گی۔ ایک طرف عوام بھوک، مہنگائی اور غربت سے خودکشیاں کر رہے ہیں اور دوسری طرف اشرافیہ کی عیاشیاں دیکھ لیجئے۔ کئی دردمند لوگوں نے اس پر آواز بھی اُٹھائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ذِمہ دار اداروں کی طرف سے وضاحت آنی چاہیے کہ یہ غلط ہوا ہے اور آئندہ اس کی فضول خرچیوں کو روکا

جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ ایک دفعہ کا معاملہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں معمول بن چکا ہے، چاہے 14 اگست کا دن ہو، 28 مئی یوم تکبیر ہو یا کوئی بھی قومی دن ہو، سرکشیوں اور فضول خرچیوں کا معاملہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بات ناشکری سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے۔ اس مرتبہ یوم تکبیر عید الاضحیٰ کے ساتھ آ رہا ہے۔ ایک طرف نماز عید کے لیے جاتے ہوئے ہم تکبیرات پڑھیں گے، دوسری طرف جانوروں کی قربانی کرتے ہوئے تکبیر پڑھیں گے، تیسری طرف 28 مئی کو یوم تکبیر منایا جائے گا۔ اس سارے تناظر میں تکبیر کا مفہوم بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حکم صادر فرماتا ہے:

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳﴾ (المدثر) ”اپنے رب کی بڑائی کا بول بالا کیجیے۔“

رب کی بڑائی کا بول بالا صرف اللہ اکبر کہنا تو نہیں ہے۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردان خدا آگاہ و خدا مست
یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات

اللہ اکبر کی تسبیح کہنا بھی ضروری ہے، اس کا بھی اجر ہے مگر ایک اس کا عملی تقاضا بھی ہے کہ زمین پر اللہ کی بڑائی کا نفاذ ہو۔ ہم نے گزشتہ سال بنیان مرصوص کے نام سے آپریشن کیا، اچھی بات ہے ایسے قرآنی نام استعمال ہونے چاہئیں لیکن اس کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ہم پاکستان کو حقیقی معنوں میں بنیان مرصوص بنائیں جس کا آفیشل نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ مگر بدقسمتی سے آج یہاں بہت سے معاملات میں اللہ کی بڑائی تسلیم نہیں کی جا رہی۔ سود کے دھندے کو دیکھ لیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری ہے۔ بے حیائی اور فحاشی کا طوفان اپنے عروج پر ہے۔ سٹہ، جوا، شراب سرِعام جاری ہے۔ خلاف شریعت قانون سازیاں ہو رہی ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والی باتیں ہیں۔ اگر ہماری سرحدیں محفوظ ہیں تو اللہ کا بڑا انعام ہے لیکن اگر ہمارا نظریہ محفوظ نہیں ہے تو یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی ذکر فرمایا کرتے تھے، سوویت یونین پاکستان سے کئی گنا بڑی طاقت تھی لیکن نظریہ کو ترک کیا تو وجود قائم نہ رکھ سکا۔ ہمارا اصل نظریہ ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کلمے کا عملی طور پر بھی نفاذ ہوگا تو حقیقی معنوں میں تکبیر کے تقاضے پورے ہوں گے۔ اللہ کے احکام کا نفاذ کیا جائے گا تو پاکستان حقیقی معنوں میں بنیان مرصوص بنے گا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر ہم تکبیر پڑھتے ہوئے جانوروں کی گردن پر چھری پھیریں گے، وہی چھری اپنے نفس کی خواہشات پر بھی پھیرنی پڑے گی، اپنی جان و مال کو اللہ کے دین کی سربلندی اور غلبہ کے لیے قربان کریں گے تو تکبیر اور قربانی کے تقاضے پورے ہوں گے۔ 28 مئی کو یوم تکبیر منایا جائے گا۔ 14 مئی 1998ء کو بھارت نے ایٹمی دھماکے کیے اور اگلے دن بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کی اینٹ سے

> **ہم رنگ، نسل، زبان، علاقہ سمیت ہر قسم کے تعصبات سے بالاتر ہو کر ایک کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قوم بنے تھے، کلمہ کی بالادستی کو فراموش کیا تو دوبارہ نسلی، لسانی، علاقائی تعصبات غالب آ گئے۔**

اینٹ بجانے کی دھمکی دے دی۔ 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تو 29 مئی کو اسی بھارتی وزیر اعظم نے بیان جاری کیا کہ ہم پاکستان سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ قرآن میں سورۃ الانفال کی آیت 60 میں اللہ تعالیٰ نے اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے لیے جنگی ساز و سامان تیار رکھو تاکہ وہ مرعوب رہیں۔ شکرگزاری کا تقاضا تو یہ ہے کہ 28 مئی کو ہمارے حکمران اور مقتدر لوگ اللہ کے ہاں سجدۂ شکر ادا کریں کہ اس نے پاکستان کو ایٹمی صلاحیت عطا فرمائی۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

کسی نے اچھا تجزیہ کیا کہ عربوں کو دولت ملی مگر انہوں نے عیاشیوں میں لگا دی، آج اُن کو مسائل کا سامنا ہے۔ پاکستان کو مشکل ترین حالات میں ایٹمی صلاحیت اللہ نے عطا کر دی۔ اس کامیابی پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ ہم پاکستان میں اللہ کے دین کو نافذ کریں۔ تب تکبیر رب کا مقصد پورا ہوگا۔ اللہ کرے ہمارے حکمرانوں کو سمجھ آ جائے۔ بصورت دیگر اگر اللہ کے دین کے ساتھ بے وفائی والا معاملہ جاری رہا تو خدشہ ہے کہ اللہ کا غضب نازل نہ ہو جائے۔

سوال: آج ملک سیاسی اور نظریاتی نفاقِ باہمی کا شکار ہے، خیبر پختونخوا میں دہشت گرد حملے ہو رہے ہیں، بلوچستان میں بھی نسلی اور لسانی بنیادوں پر فساد برپا ہے، شیعہ سنی فساد اپنی جگہ ہے، دونوں طرف کے علما قتل ہو رہے ہیں۔ کہیں یہ سب بھی اللہ کے عذاب کی کوئی شکل تو نہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: آپ نے نفاق باہمی کے الفاظ استعمال کیے جو اکثر ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ احادیث میں نفاق کی چار علامات بیان ہوئی ہیں: جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت اور گالم گلوچ۔ بدقسمتی سے آج یہ چاروں چیزیں ہمارے قومی مزاج میں شامل ہو چکی ہیں۔ حالانکہ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اور نسلی، لسانی، علاقائی تعصبات کی نفی کر کے اس کو ہم نے بنایا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام میں وہ طاقت اور کشش موجود ہے جو مختلف برادریوں، زبانوں اور خطوں کے لوگوں کو آپس میں جوڑ کر ایک قوم بنا سکتا ہے۔ ہم نے اسلام کو پس پشت ڈالا تو ہر طرح کے تعصبات اُبھر کر سامنے آ گئے اور یہی اللہ کا عذاب ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ (الانعام: 65) ”یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے پتھر برسائے، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر شعلے برسائے، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان آیا، فرعون کو اس کی قوم سمیت غرق کر دیا۔ قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ مفتی شفیعؒ نے اوپر سے نازل ہونے والے عذاب کی ایک تعبیر یہ بھی کی ہے کہ بدترین قسم کے ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں۔ نیچے کا عذاب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عوام باغی اور نافرمان ہو جائیں، اولاد نافرمان ہو جائے۔ اس عذاب کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دشمن ہمیں آپس میں لڑائیں اور ہم ایک دوسرے کو قتل کر کے دشمنوں کے مقاصد پورے کریں۔ ہم نے اللہ کے کلمے کو چھوڑا، قومیت کی اصل بنیاد کو چھوڑا تو باہمی نفاق کا شکار ہو گئے۔ ہمیں رنگ، نسل، زبان سے بالاتر ہو کر جوڑنے والا اور ایک قوم بنانے والا واحد نظریہ کلمہ طیبہ ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

باقی تمام مسلم ممالک میں سے کوئی نسل کی بنیاد پر

بنا ہے، کوئی جغرافیہ کی بنیاد پر، کوئی زبان کی بنیاد پر، وہ ان بنیادوں پر قائم رہ سکتے ہیں، مگر پاکستان کو قائم رکھنے والی واحد شے اسلام ہے۔ ہر قسم کے نفاق، تقسیم و تفریق اور تعصب کا واحد علاج اسلام ہے۔ اسلام سے جڑیں گے تو ہم دوبارہ ایک قوم بن سکیں گے۔

سوال: کسی بھی انقلابی تحریک یا جماعت کے متعلق ایک بڑا خدشہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا کام محض رسمی بن کر نہ رہ جائے، خصوصاً وہ جماعت جو طویل عرصہ سے کام کر رہی ہو، اس کے لیے یہ خدشہ مزید بڑھ جاتا ہے۔ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے؟ (محمد ثوبان، سرگودھا)

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بقول انقلاب اس تبدیلی کو کہتے ہیں جو اجتماعی زندگی کے کم از کم کسی ایک گوشہ میں آئے۔ جیسے دنیا میں ہزار طرح کے معاشی، سیاسی، فکری انقلابات آتے ہیں، انقلاب فرانس اور انقلاب روس سے بھی دنیا واقف ہے لیکن اسلامی انقلاب جسے ہم کہتے ہیں اُس سے مراد ایسا انقلاب ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں میں آئے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اس موضوع پر بے شمار خطابات اور کتابچے موجود ہیں۔ منہج انقلاب نبوی ﷺ اور رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب ان میں سے چند معروف تصنیفات ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے بقول انقلاب وہ نہیں ہے کہ چند رسوم کی اصلاح ہو جائے یا زندگی کے کسی ایک گوشے میں تبدیلی آ جائے، بلکہ حقیقی انقلاب وہ ہے جو فکری، نظریاتی، انفرادی اور اجتماعی تمام سطحوں پر آئے اور ایسا انقلاب لانے کے لیے جو تحریک یا جماعت کھڑی ہوگی وہ انقلابی تحریک کہلائے گی۔ کوئی بھی انقلابی تحریک جب تک اپنے انقلابی نظریہ سے جڑی رہے گی وہ فعال رہے گی لیکن جیسے جیسے نظریہ سے دور جائے گی تو رسمی رہ جائے گی۔ اُمت کی مثال لے لیجیے۔ آج بھی یہ اُمت قرآن کو ماننے والی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے والی ہے مگر مجموعی صورت حال کیا ہے۔

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

نماز، روزہ، حج، قربانی سب کچھ رسمی بن کر رہ گیا ہے۔ آج کل قربانی کا سیزن ہے تو قربانی کے جانور کا گوشت مدنظر ہے اور وزن معلوم کرنے کے نت نئے فارمولے سوشل میڈیا پر گردش کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ﴾ (الحج:37) ''اللہ تک نہ تو ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، لیکن اُس تک پہنچتا ہے تمہاری طرف سے تقویٰ۔''

یہی حال باقی عبادات کا بھی ہے۔ اصل وجہ اپنی بنیاد اور نظریہ سے دوری ہے۔ ہمارے فکر اور نظریہ کی بنیاد قرآن مجید ہے۔ ہمارے اسلاف نے اسی قرآن سے ہدایت حاصل کر کے دنیا پر حکمرانی کی اور آج ہم اسی

> **معاشرے میں اللہ کے احکامات ٹوٹتے ہوئے دیکھ کر بھی اگر میرے چہرے کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ انقلابی نظریہ میرے قلب میں اُترا ہی نہیں ہے۔**

قرآن کو چھوڑ کر مغلوب ہیں۔ اسی طرح ایک انقلابی تحریک جب نظریہ اور بنیاد سے دور ہو جاتی ہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے کام محض رسمی بن کر رہ جاتے ہیں۔ انقلابی نظریہ محض چند رسومات کی اصلاح کا نام نہیں ہوتا بلکہ فکری، سیاسی، معاشی، معاشرتی، ہر سطح پر تبدیلی کا نام ہے۔ اگر میں ایک انقلابی تحریک سے وابستہ ہوں تو یہ تبدیلی سب سے پہلے میرے اندر آنی چاہیے۔ اس معاشرے میں اگر اللہ کے احکامات ٹوٹتے ہوئے دیکھ کر بھی میرے چہرے کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ انقلابی نظریہ میرے قلب میں اُترا ہی نہیں ہے، جب یہ نظریہ قلب و روح میں اُتر جائے گا تو پھر جو جذبہ بیدار ہوگا وہ حقیقی تبدیلی اور انقلاب کا راستہ ہموار کر پائے گا۔ بصورت دیگر میرا ہر عمل محض رسمی کارروائی ہوگی۔ جیسے اُمت کے اعمال ہم دیکھ رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ!

سوال: تنظیم اسلامی ان عوامل سے کس طرح محفوظ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ہم یہ کہیں گے کہ ہم ان عوامل سے محفوظ رہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فتنہ تو ہر جگہ ہے، سب کے لیے ہے، نفس بھی لگا ہوا ہے، شیطان بھی لگا ہوا ہے، دجالی تہذیب بھی ہے۔ کمی کوتاہی ہر جگہ ہوتی ہے اور اس کمی کوتاہی کا سب سے پہلے میں امیر تنظیم کی حیثیت سے ذمہ دار ہوں گا۔ بندہ بہتر سے بہتر کوشش کر سکتا ہے، نتائج اللہ کے اختیار میں ہیں۔ بنیادی بات وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی کہ اگر انقلابی تحریک اپنے نظریہ پر گامزن نہ رہے تو وہ رسمی بن کر رہ جاتی ہے۔ ہمارے نظریہ میں قرآن مجید انقلابی کتاب ہے اور سیرت محمد ﷺ انقلابی سیرت ہے۔ اسی لیے ہمارے سلوگنز پر لکھا ہوتا ہے: ہماری دعوت قرآن کی بنیاد پر اور ہمارا منہج منہج انقلاب نبوی ﷺ ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ مفکر قرآن، مدرس قرآن اور مبلغ قرآن تھے۔ انہی کی تربیت کی روشنی میں ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ خطبات جمعہ میں بھی قرآن کی تعلیم و تشریح بیان کریں۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ: ((کان یقرء القرآن ویذکر الناس)) آپ ﷺ خطاب جمعہ میں قرآن کی تلاوت فرماتے اور قرآن کے ذریعے لوگوں کی تذکیر فرماتے تھے۔

تنظیم اسلامی میں جو لوگ شامل ہو جاتے ہیں، ان کی قرآنی تعلیم و تربیت کے لیے ہفتہ وار ایک پروگرام ہوتا ہے جس کو ہم اُسرہ کہتے ہیں۔ اس میں بھی قرآن کے ذریعے تذکیر و تعلیم کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے لیے ہفتہ وار درس قرآن کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی تنظیم اسلامی کے رفقاء سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر کم از کم ایک پارہ قرآن کی تلاوت کریں۔ اس سے آگے بڑھ کر قرآن پاک کا ترجمہ، تشریح پڑھنا یا سننا اور اپنے ایمان میں اضافے کی کوشش کرنا، اس کا بھی تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں جو ماہانہ دعوتی اجتماعات بھی ہوتے ہیں، ان میں بھی قرآن حکیم ہی کی آیات کی روشنی میں موضوعات طے ہوتے ہیں۔ رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کا تو سب کو علم ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے انجمن ہائے خدام القرآن کا سلسلہ شروع کیا، قرآن اکیڈمیز کا سلسلہ شروع کیا جن کے تحت رجوع الی القرآن کورسز کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر قرآن مجید کا منتخب نصاب بھی ہمارے ہاں پڑھایا جاتا ہے۔ ہماری قرآن اکیڈمیز میں شام کے اوقات میں عربی گرامر کی کلاسز، منتخب نصاب کی کلاسز، سیرت النبی ﷺ کی کلاسز ہوتی ہیں۔ یہ سارا اہتمام اسی لیے کیا جاتا ہے تاکہ ہم قرآن اور منہج انقلاب نبوی ﷺ سے جڑے رہیں اور انقلابی جذبہ بڑھتا رہے۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایمان کی کیفیت گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی

بھی ہے۔ قرآن کہتا ہے: ﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (الانفال: 2) ''اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوجاتا ہے۔''

ایمان کو بڑھانے کے لیے، نظریے کی پختگی کے لیے قرآن کو فہم سے سمجھنا، تدبر کے ساتھ اس پر غور وفکر کرنا، ہدایت کی طلب و تڑپ کے ساتھ پڑھنا، اس کی ہم مسلسل کوشش کرتے ہیں۔

سوال: انقلابی جماعت کی انقلابی روح کو کس طرح برقرار رکھا جاسکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: شاہ ولی اللہؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس دن تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تمہاری نماز پرفیکٹ ہوگئی اُس دن تمہاری روحانی سطح پر موت واقع ہو جائے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے، یعنی مومن کا ہر دن پہلے سے بہتر ہونا چاہیے۔ دین فقط چند عبادات یا رسومات کا مجموعہ نہیں ہے، عبادات اہم ہیں مگر کل دین نہیں ہیں۔ دین انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے۔ دین کا یہ جامع تصور قرآن اور صاحب قرآن ﷺ سے ملے گا۔ اسی طرح انقلاب صرف فرد کی سطح پر تبدیلی کا نہیں، بلکہ نظام کی سطح پر تبدیلی کا نام بھی ہے۔ اجتماعی سطح پر انقلاب نہیں آسکتا جب تک کہ انفرادی سطح پر انقلاب برپا نہ ہو۔ جب انفرادی سطح پر انقلاب برپا ہوا اور ایسے افراد جمع ہو کر اجتماعی جدوجہد کریں تو پھر انقلابی تحریک فعال ہوگی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس ساری جدوجہد کو منہج انقلاب نبوی ﷺ کے چھ مراحل میں بیان کرتے تھے۔ پہلا مرحلہ اپنی ذات پر اسلام کو غالب کرنا ہے، اگر اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو غالب نہیں کر پائے تو 25 کروڑ عوام کی سطح پر انقلاب کیسے لائیں گے۔ انقلاب کا آغاز اپنی ذات سے ہوگا اور اس کے بعد دوسروں کو دعوت دی جائے گی۔ جو لوگ دعوت قبول کریں گے، ان کو منظم کر کے ایک جماعت تیار کی جائے گی۔ جیسا کہ مکہ کے 13 برس میں کوئی قتال نہیں ہوا، تلوار نہیں اُٹھی۔ وہاں قرآن کے ذریعے دعوت دی گئی اور جن لوگوں نے دعوتِ حق قبول کی اُن پر مشتمل ایک جماعت تیار کی گئی۔ قرآن میں فرمایا: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعۃ: 2) ''جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔''

قرآن کے ذریعے تزکیہ وتذکیر، اس کے احکام کی تعلیم، اس کی حکمت کی تعلیم کی بنیاد پر جب ایک جماعت تربیت کے مراحل سے گزرے گی تو پھر وہ مرحلہ آئے گا کہ نظام کی سطح پر تبدیلی کے لیے تحریک کو اقدام کے مرحلے میں لے جایا جاسکے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن سے جڑنے سے ہی انقلابی روح برقرار رہے گی۔ تنظیم اسلامی کی سطح پر جو بنیادی لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے وہ قرآن کی تعلیمات پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ اسی سے فکر میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور آگے سے آگے بڑھنے کا جذبہ برقرار رہتا ہے۔ ہمارے مطالعہ لٹریچر میں فکری موضوعات موجود ہیں۔ فکر میں انقلاب کا تصور، انقلابی جدوجہد کا تصور، انقلابی جماعت کا تصور، انقلابی جماعت کا میکینزم کیا ہوگا، دعوت کے میکینزم کیا ہوں گے، نظام کو چیلنج کرنے کا طریقہ کیا ہوگا، یہ سارے موضوعات بھی فکری لٹریچر میں آتے ہیں۔ پھر یہ کہ انقلابی تربیت صرف فکری سطح تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیے۔ یعنی صرف گھر میں نہیں بیٹھے رہنا، مسجد تک ہی محدود نہیں رہنا بلکہ باہر نکل کر لوگوں کو دعوت بھی دینی ہے، ہمارے رفقاء دعوتی کیمپس بھی لگاتے ہیں، گھر گھر جا کر دعوت بھی دیتے ہیں، پریس کلبوں کے سامنے بھی کھڑے ہوتے ہیں، پُرامن اور منظم مظاہروں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ مظاہروں کے دوران ٹریفک کو ڈسٹرب کیے بغیر اپنے اپنے پلے کارڈز اُٹھا کر سڑکوں کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس طرح باہر نکلنے کی مشق، ڈسپلن کی مشق اور امیر کی پکار پر لبیک کہنے کی مشق بھی ہوتی ہے۔ یہ تربیت اس آخری مرحلے کی تیاری کے لیے ضروری ہے تاکہ لوگ امیر کی پکار پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک تقاضا بھی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بدی کو دیکھو تو اپنے ہاتھ سے بدل دو، ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں تو زبان سے اُس کے خلاف آواز اُٹھاؤ، زبان سے بھی بدلنے کی طاقت نہیں تو کم ازکم دل میں بُرا جانو۔ برائی تو ہمارے معاشرے میں ہو رہی ہے مگر اس کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہمارے پاس نہیں ہے لہٰذا ہم زبان سے بدلنے کی کوشش کریں گے، خطبات جمعہ میں، تحریر وتقریر میں اس کے خلاف آواز اُٹھائیں گے۔ احتجاج اور مظاہروں کا اہتمام کریں گے۔ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے پاس 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ 13 سال تک اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے وہاں نمازیں بھی پڑھی ہیں لیکن ایک بت کو بھی نہیں توڑا۔ لیکن جیسے ہی مکہ فتح ہوتا ہے تو اس کے بعد ایک بت کو بھی خانہ کعبہ میں نہیں چھوڑا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے عنوان سے ان مراحل کو بیان کیا ہے۔

سوال: امیر تنظیم اسلامی کے اس وقت دنیاوی اعتبار سے اثاثے کیا ہیں؟ (محمد یوسف)

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی زندگی میں ہی ''حساب کم وبیش'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھ دی تھی جس میں اپنے ذرائع آمدن سمیت تمام اثاثہ جات اور مالی معاملات کو واضح طور پر آشکار کر دیا تھا۔ یہ کتاب آج بھی تنظیم اسلامی کے مکتبہ جات اور ویب سائٹ پر موجود ہے۔ ہماری تنظیم کے دوسرے امیر حافظ عاکف سعید صاحب تھے، اللہ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے، انہوں نے بھی ''حساب کم وبیش'' کے آخر میں اپنے ذرائع آمدن کے متعلق لکھ دیا ہے۔ ان کے بعد اگست 2020ء میں امارت کی ذمہ داری میرے کندھوں پر آگئی، میں نے بھی 2021ء کے شروع میں اپنے تمام تر مالی معاملات وضاحت کے ساتھ لکھ کر ذمہ داران کے حوالے کر دیئے۔ وہ بھی ایک صفحہ کی صورت میں دستیاب ہے۔ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں، ذاتی گاڑی نہیں ہے، لاہور میں جب ہوتا ہوں تو مرکز کی ایک گاڑی میرے استعمال میں ہوتی ہے۔ جب کراچی میں ہوتا ہوں انجمن خدام القرآن سندھ کی ایک گاڑی میرے استعمال میں ہوتی ہے۔ اس کی مرمت وغیرہ بھی میرے ذمے ہے۔ آمدنی کا واحد ذریعہ علم فاؤنڈیشن میں ایک ذمہ داری ہے۔ یہ وہی ادارہ ہے جس نے تعلیمی اداروں کے لیے مشترکہ قرآنی نصاب تیار کرنا شروع کیا۔ 2010ء میں اس ادارے سے وابستہ ہوں۔ اثاثہ جات میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بینک اکاؤنٹ میں تھوڑے بہت پیسے ہوں گے کیونکہ سیلری آتی ہے اور میں فائلر بھی ہوں۔ فائلر کا مطلب ہے سب کچھ FBR کے پاس submit ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ذاتی دنیوی اثاثہ جات میں سے کوئی گاڑی، کوئی مکان فی الوقت میرے پاس نہیں ہے۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کچھ آوازیں ہیں جو پچھلے دنوں گلوبل ویلج کی فضاؤں میں گونجتی رہی ہیں۔ تکبیرِ تشریق اور لبیک۔ بندہ و صاحب ومحتاج وغنی کی تفریق سے ماوراء کفن پوش قافلے رواں رہے۔ دنیا نے دیکھا کہ پروانہ وار عقل وخرد سے بیگانہ لبیک اللّٰھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے قافلے فاصلے ناپ رہے ہیں۔ مزدلفہ سے کنکریاں چنتے سوال اُٹھاتے ہیں نہ شیطانوں کو پتھر مارتے وجہ پوچھتے ہیں! نہ میدان عرفات میں بندھی ہچکیوں کے ساتھ مغفرت طلب کرتے کوئی مائی کالال روشن خیال اُن سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ کن گناہوں پر بلک رہے ہو؟ (اپنے ہاں تو گناہ فخر اور لذت سے بیان کر کر کے دانشور کالم (مزید) سیاہ کرتے ہیں!)۔

جس طرح گندا خون جسم کے ہر کونے کھدرے، ہر پور سے نکل کر دل کی طرف لپکتا ہے، اجلا ستھرا ہو کر نئی زندگی اور توانائی کا پیغام لے کر واپس لوٹتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے ہر گوشے، آبادی، ملک سے نکل کر اہل ایمان اپنے روحانی مرکز کی طرف لبیک اللّٰھم لبیک پکارتے لپکتے ہیں۔ نئی زندگی، تازہ روح ایمانی سے لبریز ہو کر اپنی مردہ بستیوں کے لیے پیغامِ حیات لے کر آتے ہیں۔ شرط یہ ضرور ہے کہ نہ اقبالؒ کا یہ شکوہ ان پر صادق آتا ہو کہ ؎

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

اور نہ المیہ ہی یہ بنے کہ......

خرِ عیسیٰؑ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد!
(شیخ سعدی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا اگر مکہ بھی چلا جائے وہ جب واپس آئے گا، گدھے کا گدھا ہی رہے گا۔

وگرنہ توحید سے لبریز، عقل کو محوِ تماشائے لب بام چھوڑ دینے والی یہ کہانی مسحور کن ہے۔

پوری امت سے نمائندے چن چن کر بلائے جاتے ہیں۔ آؤ اور ابراہیمؑ حنیف، کی داستانِ حیات کے ایک ایک کردار میں ڈھل ڈھل کر اللہ اعلیٰ و اکبر، اقویٰ و اقدر کی پہچان پالو۔ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے تعمیر کردہ گھر کے پروانے بن کر طواف کر کے دکھاؤ (لوٹ کر اللہ، اس کے احکام کو اسی طرح زندگی کا مرکز ومحور بنا کر دکھاؤ گے بلا چوں وچرا)۔ طواف کر لیا؟ اب مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر نفل ادا کرو۔ وہ ابراہیم علیہ السلام جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ (ابراہیم الذی وفّٰی) سلٰمٌ علیٰ ابراہیم۔ مالک کائنات اپنے بندے پر سلامتیاں نچھاور کرتا ہے! اب آگے بڑھو۔ اسماعیلؑ بن جاؤ...... زمزم پیؤ...... یہ بھی عبادت ہے۔ (اب تک تو نیسلے پی پی کر امریکہ کی جیبیں بھرتے رہے!)

آگے بڑھو۔ عبادتِ عظمیٰ کا اگلا رکن مامتا کو سلامی پیش کرنا ہے۔ عورت کی تکریم اس کا تقدس ووقار، اس کی عظمت کی معراج اس کا ماں بننا ہے۔ اسماعیلؑ کی ماں ہاجرہؓ۔ حسنؓ وحسینؓ کی ماں فاطمۃ الزہرہؓ......! آج کی دنیا کے پاس عورت کے لیے کیا رکھا ہے؟ مسلمان ہو تو سلمان رشدی کی کم نصیب ماں بننا......؟ کذاب راجا اصغر کی ماں ہونا...... توہین رسالت (کے جرم) پر برطانیہ بے قرار ہے (ایک مرتبہ پھر) اسے وی آئی پی بنا کر پاکستان سے بچا لے جانے کے لیے۔ یا عورت کی معراج امارات کی وہ خاتون پائلٹ جو امریکی خونخوار جنگوں میں جھوٹی شہرت کی خاطر، چند ٹکوں کے عوض شام کی مسلمان آبادیوں پر بمباری کو سرمایۂ افتخار جانے؟ مغرب عورت کے لیے کیا مقام رکھتا ہے؟ حیا، عصمت، عفت تار تار کیے معاشروں کے چوراہوں پر سجائے بیٹھا ہے۔ آزادی، مساوات کا جھانسہ دے کر مامتا کے عظیم جذبے، عمیق احساس کو کچل کر رکھ دینے والا......؟ بچوں سے مائیں چھین کر ان سے دفاتر، کیٹ واک ریمپ، رقص وموسیقی کے تھیٹر سجانے والا......! اپنے قدموں کے نیچے مسعٰی کو پاکر سیدہ ہاجرہؓ کے نقش قدم پر دوڑنے والے عقیدت سے سر جھکائے کسی پاکیزہ دل حاجی سے پوچھو، عورت بارے صفا مروہ نے اسے کیا پڑھایا! چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک!

ہر قدم حج کی کہانی عشق کی کہانی ہے ع عقل ودل ونگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق۔

گلوب پر ابراہیم علیہ السلام کی داستان بہ رنگ دگر چھائی ہوئی ہے۔ کوئی تھیوری پڑھ رہا، سبق یاد کر رہا ہے حج کرتے ہوئے۔ کوئی عملاً تجربہ گاہ میں اترا ہوا ہے۔ یعنی ؎

آگ ہے اولادِ ابراہیمؑ ہے نمرود ہے!
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے؟

کل وہ آگ وقت کے نمرود نے لکڑیوں سے بھڑکائی تھی۔ اب وہ آگ سائنس ٹیکنالوجی کی سان چڑھ کر کئی گنا تباہ کن ہو چکی۔ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیل فائر میزائلوں، کیمیائی بموں کا لقمہ بنائے جا رہے ہیں۔ آج کا نمرود ابراہیمؑ کے نام لیواؤں کو بھی اتحادی بنا کر ساتھ لیے ہر صاحب ایمان کے درپے ہے! سبق تازہ کر لیجیے۔ نمرود اللہ کے وجود کا منکر نہ تھا، نہ اسے تخلیق کائنات کا دعویٰ تھا۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ عراق کا حاکمِ مطلق میں ہوں۔ میری زبان قانون ہے۔ تمدنی سیاسی معاملات کی خدائی (حاکمیت) میری ہے۔ طرز زندگی (معاشرت، سیاست، معیشت...... ہر دائرہ حیات) طے کرنا میرا کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی رٹ کو چیلنج کیا تھا۔ اس کی خدائی فرمانروائی کا انکار کیا تھا۔ یہ حق اللہ کے سوا کسی کا نہیں کہ وہ اپنی مخلوق (انسان) کے لیے نظام زندگی طے کرے۔ اسی کا نام شریعت ہے۔ خواہ وہ براہیمیؑ ہو، موسویؑ، عیسویؑ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہو۔ زمان ومکان کے فاصلے مٹ جاتے ہیں یہ کہانی پڑھتے پڑھتے!

غلامی ذہن کو کتنا مسخ کر دیتی ہے۔ آج ہمارا حال دیکھیے۔ دو ہزار سال پرانی سینٹ ویلنٹائن کی رطب و یابس کہانی کے لال پھول مسلمانوں کو یکا یک ترقی یافتہ، روشن خیال، جدید بنا دیتے ہیں۔ معشوقہ اپنا عاشق تلاش کرتی پھرے تو ماڈرن ہے! 1400 سال پہلے سے آج تک محفوظ تواتر اور تسلسل سے پاکیزہ ترین ہاتھوں، سینوں

اور اعمال میں محفوظ چلی آتی پاکیزہ قرآنی حیا پردے کی اُجلی بے داغ روایت قدامت پرستی قرار پائے؟ سینٹ پال، سینٹ پیٹرز، سینٹ جوزف کے عیسائی مشنری مدارس جدید تعلیم کے نام پر معتبر قرار پائیں۔ مدرسہ عبداللہ ابن عباسؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، جامعہ حفصہؓ کی تحقیر ہو......؟ یہ سب نمرودی احکام کے تحت نہیں؟ آج کے نمرود اور اس کے متبعین مسلم ممالک میں امریکی رٹ قائم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ گاجر بھی اور ڈنڈا بھی۔ ڈالر بھی اور میزائل بھی! اس کے بیچوں بیچ دعویٰ ٔ اسلام بھی ہمراہ چلتا ہے۔ کفر کی بانہوں میں بانہیں ڈالے مسلمانوں کا شکار کھیلتے بھی نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے! عید الاضحیٰ پر منظر تو دیکھیے۔ سوا لاکھ فلسطینی کھلے آسمان تلے عید منا رہے تھے۔ آٹھ لاکھ فلسطینی ٹوٹے پھوٹے بمباری شدہ گھروں، بازاروں، مسمار صنعتی مراکز میں بے یار و مددگار بیٹھے ہیں۔ شام سے دربدر ایک کروڑ مسلمان پھٹی پھٹی نظروں سے اس امت کو عید مناتے دیکھ رہے تھے۔ ایسا ہی منظر (طرفہ تماشا ہے!) خود پاکستان میں ہے۔ جبری بے گھر لاکھوں افراد عید الفطر سے گزر کر عید الاضحیٰ کے بعد بھی اس وعدے کے پورے ہونے کی امید پر خیموں میں بیٹھے ہیں کہ گھروں کو لوٹ جائیں گے۔ یہ سب کیا ہے؟ پورے عالم پر چھائی نمرودی داستان کا ہی ایک حصہ! اپنی فکر کیجیے...... آپ کہاں کھڑے ہیں؟

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے
ادھر ہے شیطان اُدھر خدا ہے!

اللہ کرے عید الاضحیٰ سے حاصل کردہ تربیت ملک و ملت، امت کے لیے خیر اور ایمان کا سامان لے کر آئے۔ اگر ہم نے خواہشات نفس، اموال، اولاد (اپنے اسماعیلؑ!) و محبوبات کو اللہ کی خاطر قربان کرنے کا حوصلہ وجذبہ پیدا کر لیا تو یہی قربانی کی روح ہے۔ ورنہ نری قصابی...... دم پخت ران، سری پائے نہاری...... بریانی قورمہ...... حاصلِ عید...... خدانخواستہ!

❀❀❀

قولِ زریں

”اپنی زبان کو کسی کے عیبوں سے آلودہ نہ کرو کیونکہ عیب تمہارے بھی ہیں اور زبانیں دوسرے لوگوں کی بھی ہیں۔“

پریس ریلیز 22 مئی 2026ء

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کی ڈکٹیشن پر امریکہ مشرقِ وسطیٰ میں جنگ بندی اور قیامِ امن کا ڈراما رچا رہا ہے۔ اسرائیلی وزراء اور کنیسٹ کے ممبران کی سرکردگی میں صہیونی آباد کار مسلسل مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں۔

اسرائیل کی ڈکٹیشن پر امریکہ مشرقِ وسطیٰ میں جنگ بندی اور قیام امن کا ڈراما رچا رہا ہے۔ اسرائیلی وزراء اور کنیسٹ کے ممبران کی سرکردگی میں صہیونی آباد کار مسلسل مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان، ایران اور عرب ممالک، امریکی صدر ٹرمپ کی جانب سے جنگ بندی اور امن مذاکرات کے دعووں پر اعتماد کرنے کی بجائے اللہ پر مکمل بھروسا کریں اور یہ دیکھیں کہ مشرقِ وسطیٰ میں بدامنی پیدا کرنے کا اصل ذِمہ دار کون ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ٹرمپ محض اسرائیل کے ایما پر جنگ بندی اور قیامِ امن کے لیے مذاکرات کا ڈراما کر رہا ہے۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل غزہ، مغربی کنارے اور لبنان میں مسلمانوں کی نسل کُشی جاری رکھے ہوئے ہے اور وہ کسی صورت ''گریٹر اسرائیل'' کے ابلیسی منصوبے سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ پھر یہ کہ آئے دن صہیونی آباد کار نیتن یاہو حکومت کے وزراء اور کنیسٹ کے ممبران کے ہمراہ مسجدِ اقصیٰ پر دھاوا بول کر اُسے نمازیوں کے لیے بند کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کے قبلۂ اوّل کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ غزہ میں امدادی سامان لے کر جانے والے فلوٹیلا پر حالیہ اسرائیلی حملے اور اُس پر سوار نہتے افراد، جن میں سعدایدھی سمیت چند پاکستانی بھی سوار تھے، کے ساتھ اسرائیلی حکومت کا غیر انسانی سلوک بھی سب کے سامنے رہنا چاہیے۔ اس صورتِ حال میں مسلم ممالک مذاکراتی ڈھونگ سے دوبارہ دھوکا کھانے کی بجائے آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ عالمِ اسلام جب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مکمل اور غیر مشروط اطاعت کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے گا، تب اللہ کی مدد بھی اُس کے شاملِ حال ہو گی اور اُسی صورت میں طاغوتی قوتوں کی تمام سازشوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے سیاسی، سفارتی، معاشی اور عسکری لائحہ عمل ترتیب دیا جا سکے گا۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''جامع مسجد العابد وارڈ نمبر 7، حیات سر روڈ، گوجر خان (حلقہ پنجاب پوٹھوہار)'' میں
14 تا 20 جون 2026ء (بروز اتوار بعد نماز عصر تا بروز ہفتہ بعد نمازِ ظہر)

مبتدی تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

19 تا 21 جون 2026ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ، تصادم کا مرحلہ اوّل، صبر محض، عدم تشدد اور اعادہ سابقہ مذاکرہ۔

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0311-5030220 / 051-3510334

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

قسط چہارم

رفیق چودھری

(گزشتہ سے پیوستہ)

2۔ سرزمین موعود کا وعدہ مشروط ہے

صہیونی کتاب پیدائش باب 17 آیات 7 اور 8 کی خود ساختہ تعبیر نکالتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے لیے سرزمین موعود کا وعدہ ابدی ہے، گویا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے اگر بغاوت کریں تب بھی یہ وعدہ برقرار رہے گا مگر اُن کی یہ تعبیر بھی جعل سازی اور تحریف پر مبنی ہے۔ حقیقت کیا ہے، یہ آیات خود بتا رہی ہیں:

"اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان اُن کی سب پشتوں کے لیے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خُدا رہوں اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام مُلک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دُوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں اُن کا خُدا رہوں۔"

اگرچہ اس حقیقت کو خود یہودی مورخین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تورات کا موجودہ نسخہ بہت بعد میں یہودی ربیوں نے خود مرتب کیا ہے اور اس میں بہت تکرار اور تحریف موجود ہے جبکہ Dead Sea Scrolls Discovery میں دریافت ہونے والے قدیم نسخوں میں کتاب پیدائش کی مذکورہ بالا آیات سمیت بہت سی آیات نہیں ملیں۔ بعض ناقدین کا یہ بھی خیال ہے کہ آیت 8 کو اضافی طور پر بعد میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے باوجود یہاں ایک بار پھر اولاً یہ واضح ہو رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا عہد اُن کی پوری ملت کے لیے تھا، صرف یہودیوں کے لیے نہیں تھا۔ خود یہودی علماء کی تعبیر کے مطابق ملت میں وہ تمام لوگ بھی شامل ہیں جو آپؑ کے پیروکار ہیں اور عہد کی نشانی پر عمل کرتے ہیں چاہے وہ آپؑ کی نسل سے ہوں یا نہ ہوں۔ دوم: یہاں واضح طور پر بتایا جا رہا ہے کہ یہ عہد اس لیے ہے تاکہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے تمام پیروکار شکرانے کے طور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اس کے فرمانبردار رہیں (یعنی اللہ کو ہی معبود مانیں)۔ یعنی اگر وہ نافرمانی کریں گے تو پھر یہ عہد خود بخود ساقط ہو جائے گا۔

اسی بات کی گواہی تورات کا ہر دوسرا باب دے رہا ہے کہ یہ عہد اللہ کی فرمانبرداری سے مشروط ہے۔ مثلاً:

"اگر تم اُس عہد کو توڑ دو جو خداوند نے تمہارے باپ دادا سے کیا تھا، تو وہ تم پر غضب نازل کرے گا اور تم جلد اُس اچھی زمین سے فنا ہو جاؤ گے۔" (یوشع 23-16)

"اگر تم اپنی راہیں درست کرو، اور سچ بولنے لگو تو میں تمہیں اس جگہ بسا دوں گا۔" (یرمیاہ 7، آیت 3)

"اگر پردیسی اور یتیم اور بیوہ پر ظلم نہ کرو اور اس بیت المقدس میں بے گناہوں کا خون نہ بہاؤ اور غیر معبودوں کی پیروی جس میں تمہارا نقصان ہے نہ کرو تو میں تم کو اس مقام اور اس ملک میں بساؤں گا جو میں نے تمہارے باپ دادا کو دیا تھا۔"
(یرمیاہ 7، آیات 6 اور 7)

"اگر تم خداوند اپنے خدا کی بات سنو گے، تو وہ تمہیں برکت دے گا اور ملک میں آباد کرے گا۔ اگر تم نافرمانی کرو گے، تو وہ تمہیں جلاوطن کر دے گا۔ اور خُداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کرے گا۔" (استثناء 28)

"اگر تم اجنبیوں پر ظلم کرو گے تو میں تمہیں بھی ملک بدر کر دوں گا۔" (خروج 22:21)

تورات کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ بھی گواہ ہے کہ سرزمین موعود کا وعدہ اللہ کی اطاعت سے مشروط ہے۔ بنی اسرائیل کے لیے مصر سے نکلنے کے بعد جو زمین متعین کی گئی اس کا ذکر گنتی 34 و حزقی ایل 47 میں کیا گیا ہے اس میں کہیں بھی نیل سے فرات تک کے علاقے کا ذکر نہیں ہے لیکن اُس وقت بھی اس وعدے کو مشروط رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب احبار میں ہے:

"پھر خُداوند نے مُوسیٰؑ سے کہا: بنی اسرائیل سے کہہ کہ میں خُداوند تمہارا خدا ہوں۔ تم ملک مصر کے کام جس میں تم رہتے تھے نہ کرنا اور مُلک کنعان کے کام بھی جہاں میں تمہیں لیے جاتا ہوں نہ کرنا اور نہ اُن کی رسموں پر چلنا۔ تم میرے حکموں پر عمل کرنا اور میرے آئین کو مان کر چلنا۔" (احبار 18، 1 تا 4)

"سوا ایسا نہ ہو کہ جس طرح اُس ملک نے اُس قوم کو جو تم سے پہلے وہاں تھی نکال دیا اُسی طرح تم کو بھی جب تم اسے آلودہ کرو تو نکال دے۔" (احبار 18۔28)

یہاں بھی یہ بات واضح کر دی گئی کہ اگر بنی اسرائیل اللہ کے قانون کو مان کر چلیں گے تو وہ اس سرزمین پر امن کے ساتھ رہ سکیں گے لیکن اگر اللہ کی نافرمانی کریں گے تو اس سرزمین سے محروم کر دیئے جائیں گے اور بنی اسرائیل کی تاریخ میں یہ بار بار ثابت ہوتا رہا۔ مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

"اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کر دی اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ خسارے میں جا پڑو گے۔" (المائدہ:21)

لیکن بنی اسرائیل نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: وہاں ایک طاقتور قوم ہے، ہم ان سے نہیں لڑ سکتے، تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی اور وہ چالیس سال تک صحرا میں بھٹکتے رہے:

"فرمایا تحقیق وہ زمین ان پر چالیس برس کے لیے حرام کی گئی ہے، اس ملک میں سرگرداں پھریں گے، سو تو افسوس نہ کر نافرمان قوم پر۔" (المائدہ:26)

معلوم ہوا کہ ملتِ ابراہیمؑ کے لیے زمین کا وعدہ الٰہی منصوبے کا حصہ تھا، لیکن اُس زمین میں برکت کے ساتھ سکونت اور اقتدار نافرمانی کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کو کئی بار جلاوطن ہونا پڑا (تفصیل آگے آئے گی)۔ یہی بات اللہ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید (المائدہ:66) میں بھی بیان کی:

"اور اگر انہوں نے قائم کیا ہوتا تورات اور انجیل کو اور اس کو جو کچھ نازل کیا گیا تھا ان پر ان کے رب کی طرف سے، تو یہ کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی۔"

اس بات کو یہودی ربی بھی مانتے ہیں کہ سرزمین موعود میں سکونت، امن، اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ مشروط ہے۔ جیسا کہ ربی موسیٰ بن ناحمان کتاب احبار 18، آیت 28 کی تشریح میں لکھتا ہے:

"وعدہ زمین کا ہے، لیکن قبضہ اور امن خدا کی اطاعت سے مشروط ہے۔ اگر قوم گناہ کرے تو زمین انہیں اُگل دے گی (یعنی اس پاک سرزمین سے نکالے

جائیں گے)"۔

اسی طرح تالمود میں یہ تشریح موجود ہے:

"اسرائیل کی سرزمین رہنے کے لیے بہترین ہے، مگر صرف اُس کے لیے جو تورات کی پیروی کرے۔"

(Ketubot 110b,Talmud)

بنیاد پرست یہودیوں کی بہت بڑی تنظیم Neturei Karta بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے انہیں جلاوطنی میں رکھا ہے، وہ خود فلسطین واپس نہیں آسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ناطوری یہودی فلسطینیوں کی بے دخلی، قتل عام یا زمین ہتھیانے کے ہر عمل کے مسلمانوں کی طرح ہی شدید مخالف ہیں اور اسرائیلی ریاست کو شیطانی تخلیق قرار دیتے ہیں۔ اس یہودی تنظیم کا واضح موقف ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کا نہ صرف یروشلم، مسجد اقصیٰ وقبۃ الصخرہ پر حق ہے بلکہ تمام فلسطینی مسلمان اُس ساری سرزمین پر بھی عین حق ملکیت رکھتے ہیں کہ جو تقسیمِ فلسطین 1948ء سے پہلے اپنی وسیع سرحدی حد بندیوں کے ساتھ قائم ودائم تھی۔ ناطوری یہودی صیہونیت کے بھی دشمن ہیں اور یہودی مذہبی کتب کی تعلیمات کی روشنی میں صیہونیت کو سرے ہی سے یہودی مذہب سے خارج اور مرتد قرار دیتے ہیں۔ یہودیوں کی یہ تنظیم پریس کانفرنسز، لیکچرز، انٹرویوز، کتب و مضامین، مغربی ممالک میں پُرزور احتجاجی مظاہروں اور سوشل میڈیا کی سرگرمیوں کے ذریعے اسرائیلی ریاست اور اس کے مظالم کی مخالفت جاری رکھے ہوئے ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر صیہونی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سرزمین موعود کا وعدہ صرف نسلی یہودیوں کے لیے ہے تو یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ اصل میں یہ وعدہ ابراہیم علیہ السلام کی پوری ملت کے لیے ہے۔ لیکن اگر صیہونیوں کی بات مان لی جائے تو تب بھی اس میں دھوکہ اور فریب ہے کیونکہ موجودہ صیہونی تو نسلی یہودی بھی نہیں ہیں۔ یہ اشکنازی یہودی ہیں۔ گریٹر اسرائیل کا تصور پیش کرنے والا تھیوڈور ہرزل بھی ایک اشکنازی یہودی تھا۔ ڈی این اے ریسرچ کسی اشکنازی یہودی کو نسلاً بنی اسرائیلی ظاہر نہیں کرتی۔ پھر یہ کہ صیہونی تحریک یا گریٹر اسرائیل کے منصوبے میں صرف اشکنازی یہودی شامل نہیں ہیں بلکہ اس میں دنیا کی دیگر کئی قوموں کے لوگ بھی شامل ہیں جو کہ نسلاً بنی اسرائیل نہیں ہیں لیکن دجالی دین کے پیروکار ہونے کی وجہ سے اور دجال کی عالمی حکومت کے قیام کے لیے صیہونی تحریک کے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ گمراہ عیسائی ہیں، قادیانی ہیں، حتیٰ کہ مسلمانوں کے بھی کئی گمراہ فرقے اور طبقات جو قبالہ یا Occult روایت کے عالمی فتنے کا شکار ہو چکے ہیں یا فری میسنری، ایلومیناٹی جیسی باطنی تنظیموں میں سرگرم ہیں اور اپنے مسایاح (یعنی دجال) کی عالمی حکومت کے قیام کے لیے کوشاں ہیں، وہ بھی صیہونیت کے سہولت کار ہیں۔

دجالی دین میں شامل یہ سب لوگ اس سرزمین پر کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ اگر صیہونی تحریک اور دجالی دین میں شامل سب لوگ خود ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود فلسطین کو اپنے لیے نسلی بنیادوں پر وعدہ کی سرزمین قرار دیتے ہیں (جیسا کہ اشکنازی، قادیانی و دیگر صیہونی) تو یہ دنیا کو بہت بڑا فریب دے رہے ہیں۔ اسی طرح جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود نظریاتی یا روحانی طور پر اس سرزمین کو اپنے لیے وعدے کی سرزمین قرار دیتے ہیں وہ بھی دنیا کو فریب دے رہے ہیں۔ کیونکہ نظریاتی اور روحانی طور پر اس سرزمین کا وعدہ صرف ان کے لیے ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلیں گے۔ جبکہ صیہونیت جیسی دجالی آرگنائزیشنز اور دجالی دین کو ماننے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہیں، وہ ابراہم اکارڈز کے نام پر سادہ لوح دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس کا ثبوت خود انہی کے دلائل سے آئندہ اقساط میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! (جاری ہے)

دعائے مغفرت

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجِعُون

☆ حلقہ کراچی شرقی، اجمیر نگری کے ملتزم رفیق محترم اسلم انصاری قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے ملتزم رفیق محترم ندیم اختر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0302-1246263

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

موجودہ صورتحال

6) فنانشل لیزنگ سے حاصل شدہ مارک اپ۔ آمدنی کی اس مد میں بینک' لیزنگ کمپنی یا مضاربہ کمپنی مختلف اداروں یا افراد کو مشینیں' آلات' زمین' عمارت اور گاڑی وغیرہ کی خرید کے لیے قرضہ فراہم کرتی ہے۔ خرید کردہ شے کو رقم فراہم کنندہ کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے' اگرچہ وہ شے کی خرید' اس کی دیکھ بھال اور شکست و ریخت کے اخراجات سے بری الذمہ ہوتی ہے۔ لیزنگ کمپنی کو صرف اپنی اصل رقم اور مارک اپ سے دلچسپی ہوتی ہے اور اس کے لیے اس معاہدے میں کوئی کاروباری خطرہ (Business Risk) نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا تمام فنانسنگز میں مارک اپ کا اصول اپنایا گیا ہے جو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل' فیڈرل شریعت کورٹ اور کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی سب کے نزدیک سود ہی ہے۔

7) Operating Lease: یہ طریقہ شرعی اصول اجارہ کے قریب ہے۔ فنانسنگ کے اس طریقے میں لیزنگ کمپنی کو شے کی خرید' اس کی دیکھ بھال اور شکست و ریخت کے وہ جملہ خطرات اور اخراجات برداشت کرنا ہوتے ہیں جو شرعی اصول اجارہ کے تحت ضروری ہیں۔ اس کا استعمال اول تو بہت کم ہے' ثانیاً اس کی تفصیلات میں بھی بعض امور شرعی نظر سے قابل اعتراض ہیں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسداد سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1497 دن گزر چکے!

آیئے الٰہی نظام الاوقات پر عمل کریں!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

حکومت پاکستان کی جانب سے رات 8 بجے مارکیٹیں اور کاروبار بند کرنے کا حالیہ فیصلہ ایک دانشمندانہ اور بروقت اقدام کے طور پر سامنے آیا ہے، جو نہ صرف معاشی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور دینی اقدار سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اگر اس فیصلے کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو یہ دراصل اس فطری نظام کی طرف واپسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مقرر فرمایا ہے، جہاں دن کو محنت، تجارت اور معاش کے لیے جبکہ رات کو سکون، آرام اور عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے لیے ایک متوازن نظام الاوقات قائم فرمایا ہے جس میں دن اور رات دونوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ دن کو معاش، محنت اور تجارتی سرگرمیوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے، جبکہ رات کو سکون، آرام اور عبادت کے لیے بنایا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر دن اور رات کا تقابل بیان کر کے ان کی الگ الگ حکمتیں اور فائدے واضح کیے گئے ہیں۔ چند اہم مقامات درج ذیل ہیں:

1۔ ’’اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا، پھر رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو......‘‘ (سورۃ بنی اسرائیل: 12)

اس آیت میں دن کو معاش، کمائی اور سرگرمی کے لیے اور رات کو سکون کے لیے قرار دیا گیا۔

2۔ ’’اور ہم نے رات کو پردہ بنایا، اور دن کو معاش (روزی کمانے کا وقت) بنایا۔‘‘ (سورۃ النبأ: 10، 11)

یہاں رات کو ڈھانپنے اور آرام کا ذریعہ جبکہ دن کو محنت و روزگار کا وقت بتایا گیا ہے۔

3۔ ’’اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس بنایا اور نیند کو آرام اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا۔‘‘ (سورۃ الفرقان: 47)

رات لباس یعنی ڈھانپنے اور سکون کے لیے اور دن بیداری اور عمل کے لیے۔

4۔ ’’وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا......‘‘ (سورۃ یونس: 67)

یعنی رات سکون و آرام کے لیے اور دن روشنی اور سرگرمی کے لیے۔

5۔ ’’اور اسی نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اس کے فضل کو تلاش کرو۔‘‘ (سورۃ القصص: 73)

یعنی رات آرام کے لیے اور دن رزق کی تلاش۔

6۔ ’’اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا......‘‘ (سورۃ الروم: 23)

یعنی رات اور دن دونوں میں نظام زندگی کا توازن، مگر واضح اشارہ کہ نیند اور کام کا ایک فطری نظام ہے۔

7۔ ’’اور اسی نے تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا......‘‘ (سورۃ النحل: 12)

یعنی دونوں کو انسان کے فائدے کے لیے تابع کر دیا گیا ہر ایک کا الگ کردار ہے۔ ان تمام آیات سے ایک واضح تصور ابھرتا ہے کہ:

رات: سکون، نیند، جسمانی و ذہنی بحالی

دن: محنت، جدوجہد، معاش اور عملی زندگی

یہ تقابل اس بات کو مضبوطی سے واضح کرتا ہے کہ دن اور رات کا یہ نظام محض وقت کی تقسیم نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جسے اپنانے میں ہی انسان کی جسمانی، ذہنی اور روحانی کامیابی پوشیدہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی اس فطری نظام کی پیروی کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے رات کو جلد سونے کی ہدایت دی تاکہ انسان جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست رہ سکے۔ جدید سائنس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ رات کی نیند دن کی نیند کے مقابلے میں زیادہ مفید اور صحت بخش ہوتی ہے۔

مزید برآں، رات کا ایک حصہ عبادت کے لیے مخصوص کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے، جس میں نمازِ تہجد خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ عبادت نہ صرف روحانی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ انسان کو اللہ کے قریب بھی کرتی ہے۔

اگر ہم قدرت کے نظام پر غور کریں تو پرندے بھی اسی اصول پر عمل کرتے نظر آتے ہیں؛ وہ رات کو آرام کرتے ہیں اور دن بھر اپنی خوراک کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ تمام مثالیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام نہایت حکمت پر مبنی ہے۔

لہٰذا، ایک متوازن اور صحت مند زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دن کو محنت اور معاش کے لیے استعمال کریں، رات کو آرام کریں اور اس کے ایک حصے کو عبادت، خصوصاً نمازِ تہجد کے لیے مخصوص کریں۔

حکومت پاکستان کا یہ قدم انہی قرآنی اصولوں کی عملی تصویر بنتا نظر آتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف توانائی کے استعمال میں کمی آتی ہے بلکہ لوگوں کی روزمرہ زندگی میں بھی نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے۔

معاشرتی سطح پر اس فیصلے کے مثبت اثرات واضح طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔ لوگ غیر ضروری طور پر رات دیر تک بازاروں میں وقت گزارنے کے بجائے جلد اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں، جس سے خاندانی نظام مضبوط ہوتا ہے اور افراد کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ معیاری وقت گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ تبدیلی ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

مزید برآں، صحت کے اعتبار سے بھی یہ فیصلہ نہایت مفید ہے، کیونکہ رات کی بروقت نیند انسانی جسم اور ذہن کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح، رات کے ایک حصے میں عبادت، خصوصاً نمازِ تہجد، کے مواقع بھی میسر آتے ہیں، جو روحانی بالیدگی کا باعث بنتے ہیں۔

دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی ایک منظم نظام کے تحت کاروباری سرگرمیاں محدود اوقات میں انجام دی جاتی ہیں، جس سے ان کی مجموعی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ حکومتِ پاکستان کا یہ اقدام اسی نظم و ضبط کو اپنانے کی ایک مثبت کوشش ہے۔

لہٰذا، یہ کہنا بجا ہوگا کہ رات 8 بجے بازار بند کرنے کا فیصلہ محض ایک وقتی انتظامی اقدام نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت اصلاحی قدم ہے۔ اگر اس پالیسی کو مستقل بنیادوں پر نافذ رکھا جائے تو یہ نہ صرف توانائی کے بحران پر قابو پانے میں مددگار ثابت ہوگا بلکہ ایک متوازن، صحت مند اور باوقار معاشرے کے قیام کی طرف بھی ایک اہم پیش رفت ہوگی۔

اس موقع پر عوام سے بھی یہ پُرخلوص اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول کریں اور اسے محض ایک پابندی کے بجائے اپنی زندگی میں بہتری لانے کے ایک موقع کے طور پر دیکھیں۔ نظم وضبط کو اپنانا، وقت کی قدر کرنا اور قدرتی نظام کے مطابق زندگی گزارنا دراصل ہماری اپنی فلاح میں ہے۔

اسی طرح زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد بالخصوص علماء، اساتذہ، دانشور اور سیاست دان سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس مثبت اقدام کے نفاذ میں بھرپور تعاون کریں۔ اپنی تحریروں، تقاریر اور عملی نمونوں کے ذریعے عوام میں آگاہی پیدا کریں اور اس نظام الاوقات کو کامیاب بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر ہم سب مل کر اس فیصلے کو سنجیدگی سے اپنائیں تو یہ نہ صرف وقتی بہتری کا سبب بنے گا بلکہ ایک منظم، متوازن اور باوقار معاشرے کے قیام کی بنیاد بھی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کی جو تقسیم مقرر فرمائی ہے، وہ محض ایک فطری عمل نہیں بلکہ گہری حکمت اور انسانی فلاح کا ایک مکمل نظام ہے۔ دن کو روشنی، محنت، جدوجہد اور معاش کے لیے بنایا گیا تاکہ انسان اپنی ضروریات پوری کر سکے، جبکہ رات کو سکون، آرام اور روحانی بالیدگی کے لیے مخصوص کیا گیا تاکہ جسم اور ذہن تازہ ہو کر نئی توانائی کے ساتھ اگلے دن کا آغاز کر سکیں۔

جب انسان اس قدرتی نظام کے مطابق زندگی گزارتا ہے تو اس کی زندگی میں توازن، صحت اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب ہم اس ترتیب کو الٹ دیتے ہیں دن کو غفلت میں اور رات کو بے مقصد مصروفیات میں گزار دیتے ہیں تو اس کے منفی اثرات نہ صرف ہماری صحت بلکہ ہمارے خاندانی نظام، معاشرتی اقدار اور مجموعی کارکردگی پر بھی پڑتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اجتماعی طور پر اس الٰہی نظام کو سمجھیں اور اسے اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔ یہ صرف انفرادی بہتری کا معاملہ نہیں بلکہ قومی ترقی اور معاشرتی استحکام کا بھی تقاضا ہے۔ حکومت کی جانب سے کیے گئے اقدامات اسی سمت ایک اہم پیش رفت ہیں، مگر ان کی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب ہر فرد، ہر ادارہ اور ہر طبقہ اس میں اپنا کردار ادا کرے۔ آئین پاکستان حکومت کو اس طرح کے اقدامات کا پابند بناتا ہے۔

لہٰذا، ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم دن کو محنت، دیانت اور کارکردگی کے لیے وقف کریں اور رات کو آرام، عبادت اور اہلِ خانہ کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے مخصوص کریں۔ علماء، اساتذہ، دانشور، میڈیا اور سیاست دان سب کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے دائرۂ اثر میں اس شعور کو بیدار کریں اور عملی مثال قائم کریں۔

آئیں، ہم عزم کریں کہ ہم اس متوازن نظامِ حیات کو اپنائیں گے، کیونکہ اسی میں ہماری انفرادی کامیابی، اجتماعی بھلائی اور ایک مہذب و مضبوط معاشرے کی ضمانت پوشیدہ ہے۔

میڈیکل سائنس بھی اس بات کی واضح تائید کرتی ہے کہ انسانی جسم ایک قدرتی حیاتیاتی گھڑی (Biological Clock) کے تحت کام کرتا ہے جسے سرکیڈین ردھم (Circadian Rhythm) کہا جاتا ہے۔ یہ نظام دن اور رات کے مطابق ہماری نیند، بیداری، توانائی اور کارکردگی کو منظم کرتا ہے۔ دن کے وقت، خاص طور پر سورج کی روشنی میں، انسانی دماغ میں کارٹیسول (Cortisol) اور دیگر بیداری بڑھانے والے ہارمونز کی سطح بلند ہوتی ہے۔ یہ ہارمون انسان کو چست، متحرک اور ذہنی طور پر مستعد رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں کام کرنے کی صلاحیت، توجہ (focus) اور فیصلہ سازی بہتر ہو جاتی ہے۔ اسی لیے تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ زیادہ تر افراد کی ذہنی کارکردگی، سیکھنے کی صلاحیت اور جسمانی طاقت دن کے اوقات میں عروج پر ہوتی ہے۔

اس کے برعکس، رات کے وقت جسم میں میلاٹونن (Melatonin) نامی ہارمون خارج ہوتا ہے، جو نیند کو بڑھاتا ہے اور جسم کو آرام کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ ہارمون اندھیرے کے ساتھ بڑھتا ہے، جس کے نتیجے میں:

غنودگی (sleepiness) میں اضافہ ہوتا ہے

ردِعمل کی رفتار (reaction time) کم ہو جاتی ہے

توجہ اور یکسوئی متاثر ہوتی ہے

فیصلہ سازی میں غلطیوں کا امکان بڑھ جاتا ہے

متعدد طبی تحقیقات یہ بھی بتاتی ہیں کہ جو لوگ رات کے اوقات میں کام کرتے ہیں (مثلاً نائٹ شفٹ ورکرز)، ان میں تھکن، ذہنی دباؤ، نیند کی کمی، اور بعض اوقات دل اور میٹابولک بیماریوں کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے قدرتی حیاتیاتی نظام کے خلاف جا کر کام کرتے ہیں۔

مزید برآں، دن کی روشنی خود بھی ایک اہم عنصر ہے۔ سورج کی روشنی: دماغ کو بیدار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ موڈ کو بہتر بناتی ہے۔ Serotonin کی پیداوار بڑھاتی ہے۔ جسمانی توانائی کو برقرار رکھتی ہے

اسی لیے طبی ماہرین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان کو اپنی روزمرہ سرگرمیوں کو دن کی روشنی کے مطابق ترتیب دینا چاہیے اور رات کو مناسب نیند لینی چاہیے۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دن کام اور کارکردگی کے لیے اور رات آرام کے لیے موزوں ترین وقت ہے۔ اس فطری اور سائنسی نظام کو اپنانا نہ صرف انفرادی صحت بلکہ اجتماعی کارکردگی کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ ❀❀❀

ہفت روزہ ”ندائے خلافت“

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب،
ایک علمی، دعوتی اور تربیتی رسالہ!

صرف آپ ہی کے زیرِ مطالعہ کیوں؟

وقت اور حالات کی اشد ضرورت ہے کہ اسے ایک مشن سمجھ کر واعظین ومربیین، تعلیمی اداروں، لائبریریوں، مکتبہ جات اور ہر گھر وفرد اور خاص طور پر الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر اپنے دوست، احباب اور اعزہ واقرباء تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ ان شاءاللہ!

مطالعہ کی اہمیت

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی

اسلام نے علم اور مطالعہ کو نہایت بلند مقام دیا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی وحی کا آغاز ہی اقرأ یعنی پڑھنے کے حکم سے ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مطالعہ اور علم اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن حکیم بار بار غور وفکر اور تدبر کی تاکید کرتا ہے یہ کہتے ہوئے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۲۴﴾ (سورۃ محمد) ’’کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟‘‘

نبی اکرم ﷺ نے بھی علم کے حصول کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا۔

آپؐ نے فرمایا: ’’علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

انسان جب اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو وہ محض ایک جسم نہیں ہوتا، بلکہ ایک امانتِ الٰہی (یعنی روح) کا حامل بھی ہوتا ہے۔ اُس کی ذمہ داری ہے کہ جیسے ہی اُسے شعور حاصل ہو، وہ جسم و جان کی تمام صلاحیتوں کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ وہ اپنے ہاتھ، پاؤں، کان اور اپنی آنکھوں سے صرف وہی کام لے جو کام کرنے کا اُسے حکم دیا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل کے اندر ایمان کی شمع بھی رکھ دی ہے۔ اس کے روحانی وجود میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حق کی جستجو بھی موجود ہے۔ دل کے اندر ودیعت شدہ معرفت کے ذریعے ایمان کی شمع کو روشن کرنا اور اُسے فروزاں رکھنا، انسان کی ذمّہ داری ہے۔ مگر یہ شمع اُسی وقت تک فروزاں رہتی ہے، جب تک اُسے مسلسل علم کے تیل سے تقویت دی جاتی رہے۔ علم کا سب سے بڑا سرچشمہ قرآن وحدیث ہے اور انہیں سمجھنے کے لیے اکابر علماء کے لیکچرز، خطابات، درسِ قرآن کی محفلیں اور کتب ہیں۔

ایک زندہ اُمّت کی سب سے بڑی نشانی فکری بیداری ہے، اگر اُمّت سوتی رہ گئی تو اس کا خاتمہ یقینی ہے۔

لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا صد ہا شکر ہے کہ وہ مسلسل چند نفوس ایسے بھیجتا رہتا ہے جو ’’جاگو اور جگاؤ‘‘ کا نعرہ لگا کر سوتے ہوئے لوگوں کو جگانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ پوری زندگی اپنے کلام کے ذریعہ اُمّت کو جگانے کی کوشش کرتے رہے۔ اُن سے پہلے شاہ ولی اللہؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ مرحوم جیسے اکابرین نے یہی کام حجۃ اللہ البالغہ، ترجمان القرآن، تفہیم القرآن اور دیگر کتب و جرائد سے کیا۔ لیکن صرف چند نفوس کے جاگنے سے اُمّت ترقی نہیں کرسکتی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ معتد بہ تعداد میں اُمّت کے لوگ ’’جاگو اور جگاؤ‘‘ کا کام کرنے میں مشغول ہوں۔ تبھی اُمّت دنیا و آخرت میں سرخرو ہوسکتی ہے۔ دنیا میں بھی وہ شر کا قلع قمع کرنے کا کام کرے گی، معروف کو رواج دینے کی کوشش کرے گی اور اُخروی کامیابی بھی حاصل کرے گی۔

اس فکری بیداری کا دروازہ مطالعہ سے کھلتا ہے۔ مطالعہ کرنا محض معلومات جمع کرنا یا ذہنی عیاشی نہیں، بلکہ شعور کی تعمیر، کردار کی تشکیل اور مقصدِ حیات کے ادراک کا ذریعہ ہے۔ مطالعہ کرنے سے انسان کا ذہن کھلتا ہے۔ اسے نہ صرف اپنے زمانہ کے فتنوں کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ وہ آئندہ آنے والے فتنوں کے قدموں کی آواز بھی سُن لیتا ہے اور یوں اپنی گھر والوں کو اصلاح بھی کر لیتا ہے اور آنے والی نسل کو بھی اُن فتنوں سے پہلے سے ہی خبردار کر دیتا ہے۔

مطالعہ انسان کے اندر نہ صرف احساسِ ذمّہ داری پیدا کرتا ہے بلکہ اُسے اصلاحِ معاشرہ کا داعی بھی بنا دیتا ہے۔ علم اور عمل لازم وملزوم ہیں۔ وہ علم جو کردار سازی نہ کرے، وہ علم جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا، محض ذہنی عیاشی ہے۔ ایسا مطالعہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ مطالعہ وہی کارآمد ہے جو ہمیں علمی زندگی سے جوڑے۔

مطالعہ ایک مسلمان کی فکری اور روحانی زندگی کی روح ہے۔ یہ وہ زینہ ہے جس کے بغیر علم کی بلندیوں تک رسائی ممکن نہیں۔ اگر ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سنوارنا چاہتے ہیں تو ہمیں کتاب کو اپنا رفیق بنانا ہوگا۔

امام بخاریؒ سے پوچھا گیا حافظہ بہتر کرنے کی دوا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ’’کثرت سے کتابوں کا مطالعہ کرنا‘‘ (جامع بیان العلم وفضلہ، امام ابن عبدالبر)

عبداللہ بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ دلچسپ دوست اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھی کسی کو نہیں دیکھا۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، امام ابن عبدالبر)

جب تک ہمارے گھروں میں کتاب کی خوشبو نہیں پھیلے گی، ہماری ذہنوں میں روشنی نہیں آئے گی اور جب تک ذہن روشن نہیں ہوں گے، اُمّت کی تقدیر نہیں بدلے گی۔

اگر انسان مطالعہ نہیں کرتا تو اس کا خیر وشر کا علم ناقص رہتا ہے۔ اگر ایک فرد مطالعہ نہیں کرتا تو وہ بلا سوچے سمجھے زمانہ کے دھارے میں بہتا چلا جاتا ہے۔ وہ امت جو مطالعہ نہیں کرتی، وہ بھیڑوں کے اُس ریوڑ کی طرح ہوتی ہے جسے کوئی بھی شخص لاٹھی سے جدھر چاہتا ہے، ہانک لیتا ہے۔ اس قوم کے خیالات دوسروں کے تابع ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس جو شخص مطالعہ کرتا ہے، وہ اپنے گردوپیش کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے، حق و باطل میں امتیاز پیدا کرتا ہے اور زندگی کے مسائل کو گہرائی سے سمجھنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے۔

مطالعہ نہ کرنے کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ انسان دوسروں کے بہکاوے میں آجاتا ہے وہ بغیر تحقیق کے سنی سنائی باتوں کو قبول کر لیتا ہے۔ جو شخص کتابوں کا رفیق ہو، وہ حالات کا اسیر نہیں رہتا بلکہ حالات کا تجزیہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

مطالعہ انسان کو وسعتِ فکر دیتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کر کے اقوام کے عروج وزوال کے اسباب اس کی سمجھ میں آتے ہیں۔ فلسفہ پڑھ کر وہ مغرب کی سازشوں کے تانے بانے اور اُن کے عزائم کو سمجھتا ہے۔ دین کا مطالعہ کر کے اپنی زندگی کو ہدایت الٰہی کے مطابق ڈھالتا ہے۔

کسی بھی نظریاتی تحریک کی بقا اور ارتقا کا انحصار اُس کے کارکنان کی فکری پختگی پر ہوتا ہے۔ محض جذباتی وابستگی، وقتی جوش یا خطیبانہ مہارت کسی تحریک کو دیرپا بنیاد فراہم نہیں کرسکتی۔ فکری بنیاد صرف اور صرف منظم اور مسلسل مطالعہ سے ہی استوار ہوتی ہے۔ اسی اصول کو

سامنے رکھتے ہوئے تنظیم اسلامی نے اپنے قیام کے آغاز سے ہی مطالعہ کو تربیت کا مرکزی ستون قرار دیا ہے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ہمیشہ اِس امر پر زور دیا کہ دعوتی اور انقلابی جدوجہد کے لیے قرآن فہمی اور فکری پختگی ناگزیر ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم صرف جذباتی وابستگی پر اکتفانہ کریں بلکہ فکری پختگی بھی حاصل کریں تاکہ ہم دلائل کے ساتھ لوگوں کو دعوت دینے کے قابل ہو سکیں، ہماری باتوں میں وزن ہو۔ علاوہ ازیں مطالعہ سے ہمیں اپنی فکر پر استقامت حاصل ہوگی اور باطل نظریات پھیلانے والوں سے یا وقتی طور پر واقعات کی گھن گرج سے متاثر نہیں ہوں گے۔ مطالعہ کے ضمن میں ہمیں درج ذیل امور پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

قرآن مجید کی فکری وعملی راہنمائی:

تنظیم اسلامی کی دعوت کا مرکز ومحور قرآن مجید ہے۔ ہر رفیق کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کی باقاعدہ روزانہ صحیح تجوید کے ساتھ تلاوت کرے، ترجمہ وتفسیر کا بغور مطالعہ کرے۔ اس سے نہ صرف ایمان مضبوط ہوتا ہے بلکہ دعوتی بصیرت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل نصاب تجویز کیا جاتا ہے۔

- بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بیان القرآن
- فکری وعملی رہنمائی کے لیے قرآن مجید کا منتخب نصاب
- مبتدی رفقاء کے لیے تربیتی نصاب
- ملتزم رفقاء کے لیے تربیتی نصاب
- تربیتی نصاب برائے ذِمہ داران تنظیم اسلامی
- تربیتی نصاب برائے مدرسین تنظیم اسلامی

علاوہ ازیں رفقاء کے لیے تنظیم اسلامی کے تمام لٹریچر سے گزرنا بھی بہت مفید ثابت ہوگا۔

آیئے! مطالعہ کو عادت نہیں، عبادت سمجھ کر اپنائیں۔ کیونکہ یہی شعور کی بیداری اور امت کی سربلندی کا راستہ ہے۔

❀❀❀

قولِ زریں

گناہ کی طرف مائل ہونے لگو تو تین باتیں یاد رکھو
اللہ دیکھ رہا ہے، فرشتے لکھ رہے ہیں،
موت ہر حال میں آنی ہے۔

تازہ شمارہ
اپریل تا جون
2026ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحکم قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

☆ ”نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے!“ ـــــ ڈاکٹر ابصار احمد
☆ مِلاكُ التأويل (۴۴) ـــــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
☆ نوجوان اور فتنہ ہائے عصر ـــــ ڈاکٹر محمد رشید ارشد
☆ تعلیم کے اوّلین اُصول (۳) ـــــ ڈاکٹر محمد رفیع الدین
☆ مبادیٔ علمِ کلام (۴) ـــــ سعید عبد اللطیف فودہ/اکرم محمود
☆ مباحثِ عقیدہ (۲۶) ـــــ مؤمن محمود

افاداتِ حافظ احمد یارؒ ”ترجمہ قرآن مجید مع صرفی ونحوی تشریح“ اور محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا دورہ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 112 ☆ قیمت فی شمارہ: 150روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 600روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن، قرآن کمپلیکس، پیپونٹ نزد نیلور، اسلام آباد“ میں
(اسلام آباد اور حلقہ آزاد کشمیر CT+AK)
7 تا 13 جون 2026ء (بروز اتوار بعد نماز عصر تا بروز ہفتہ بعد نمازِ ظہر)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

12 تا 14 جون 2026ء (بروز جمعۃ المبارک بعد عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ، تصادم کا مرحلہ اوّل، صبرِ محض، عدم تشدد اور اعادہ سابقہ مذاکرہ۔

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2751014 / 051-4866055 / 0334-5309613

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

امیر تنظیم اسلامی کا حلقہ کراچی جنوبی کا تنظیمی و دعوتی دورہ

امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے 8 مئی اور اتوار 10 مئی 2026ء کو حلقہ کراچی جنوبی کا تنظیمی و دعوتی دورہ فرمایا۔ مختلف آراء، تجربات اور نظمِ بالا سے رہنمائی حاصل کرنے کے بعد دورے کے شیڈیول کو حتمی شکل دی گئی۔

یوتھ میٹ اپ پروگرام

8 مئی 2026ء کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں یوتھ میٹ اپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں نوجوانوں کو دین کے حوالے سے اہمیت اور ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔

مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی میں یہ پروگرام گزشتہ سال سے جاری ہے، جس میں تنظیم کے سینئر مدرسین کو مدعو کر کے مختلف نشستیں منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ پروگرام کی نظامت محترم عارف عرفان اللہ (نقیب قرآن اکیڈمی تنظیم) انجام دیتے رہے ہیں۔ رفیق قرآن اکیڈمی محترم حارث اعجاز یزدانی کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر محترم نے 10 اہم نکات بیان کیے۔ ان نکات میں امت والا کام کرنے، اعلیٰ ترین مشن اختیار کرنے، لغویات سے اجتناب، دین پر استقامت، نوجوانوں کے کردار کی اہمیت، ان کے اخلاقی و فکری ترقی کی ضرورت، اور اسلامی معاشرتی اقدار کو مضبوط کرنے کی بات کی گئی۔

بعد ازاں سوال و جواب کی نشست میں نوجوانوں نے مختلف موضوعات پر سوالات کیے۔ امیر محترم نے تفصیل سے نوجوانوں کے سوالات کا جواب دے کر ان کی فکری رہنمائی کی۔

پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان زون 2، محترم عارف جمال فیاضی امیر حلقہ کراچی جنوبی محترم محمد عابد خان، ناظم نشر و اشاعت حلقہ کراچی جنوبی محترم سرفراز احمد نے بھی شرکت کی۔ مجموعی طور پر تین سو سے زائد رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

امیر تنظیم اسلامی کی حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات

10 مئی 2026ء کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی کے لیکچر ہال میں حلقہ کراچی جنوبی کے تمام ذمہ داران کے ساتھ امیر محترم کی خصوصی نشست منعقد ہوئی۔ اس موقع پر نائب ناظمِ اعلیٰ جنوبی پاکستان (زون 2) محترم عارف جمال فیاضی بھی امیر محترم کے ہمراہ موجود تھے۔

مجلس کا آغاز تنظیم کورنگی شرقی کے رفیق محترم حافظ ریان بن نعمان کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ ابتدائی کلمات محترم عارف جمال فیاضی نے ادا کیے۔

راقم (معتمد حلقہ) نے کراچی جنوبی حلقہ کا تعارف پیش کیا، بعد ازاں مقامی امراء نے اپنے اپنے نظم کے حوالے سے شامل علاقوں، رفقاء کی تعداد، نقباء اور معاونین کا تعارف کروایا، جس سے امیر محترم کو حلقہ کی مجموعی تنظیمی صورتِ حال سے آگاہی حاصل ہوئی۔

سوال و جواب کی نشست

رفقاء نے امیرِ محترم سے مختلف موضوعات پر سوالات کیے، جن میں افغانستان کے حوالے سے ہمارا مؤقف، مطالعہ لٹریچر میں کمی، نوجوانوں کو دعوت کیسے دیں، ہماری جدوجہد کے ثمرات نظر کیوں نہیں آ رہے، علم دین حاصل کرنا، فکری انحراف کا شکار ہونے والوں کے ساتھ ہمارا رویہ، حالاتِ حاضرہ و ملکی و عالمی منظر نامہ، انتخابی جماعتوں کے حوالے سے تنظیم کی پالیسی سے متعلق تھے۔ امیرِ محترم نے تمام سوالات کے نہایت جامع، مدلل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔ اس نشست میں تقریباً 90 ذمہ داران شریک ہوئے اور یہ بامقصد ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی۔ نصف گھنٹے کے چائے کے وقفے کے دوران حلقہ کے رفقاء کو باہمی ملاقات اور ربط کا موقع ملا۔

وقفے کے بعد امیرِ محترم نے رفقاء کو اہم اور عملی نصیحتیں فرمائیں جو دعوت، تربیت اور تزکیۂ نفس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی تھیں۔ انہوں نے واضح انداز میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ ہماری دعوت کا اصل مرکز و محور قرآنِ مجید ہے، اور یہی وہ سرچشمۂ ہدایت ہے جس سے فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاست سب کی اصلاح ممکن ہے۔ اگر بندہ اپنے رب سے مضبوط تعلق قائم رکھے، عبادات میں باقاعدگی اختیار کرے، اخلاص کو مقدم رکھے اور اپنی نیتوں کی مسلسل اصلاح کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت عطا فرماتا ہے اور اس کی دعوت کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔

آخر میں بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا، امیر محترم کی دعا پر یہ بابرکت محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔

امیر محترم کی عیادت و تعزیت کے لیے مختلف رفقاء سے ملاقاتیں

امیر محترم نے اتوار 10 مئی 2026ء کو مختلف رفقاء سے ان کی رہائش گاہوں پر ملاقاتیں کیں۔ اس سلسلے میں محترم شاہد منیر (نقیب اسرہ قرآن اکیڈمی) کی عیادت کے لیے ان کی رہائش پر تشریف لے گئے، موصوف کا حال ہی میں کمر کا آپریشن ہوا ہے۔ امیر محترم نے ان کی جلد مکمل صحت یابی کے لیے دعا کی۔

اسی طرح محترم فیصل منصوری (مرکزی ناظم مالیات) کی عیادت کے لیے بھی ان کے گھر تشریف لے گئے اور اُن کی صحت یابی کے لیے دعا کی۔

محترم عبدالصمد ماجد (سینئر منفرد رفیق) سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور حال ہی میں ان کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔

خطاب عام پروگرام، نسیم حمید اسپورٹس اکیڈمی، کورنگی نمبر 5

کورنگی نمبر 5 میں واقع نسیم حمید اسپورٹس اکیڈمی میں نماز عشاء کے بعد امیر محترم کا خطاب عام بعنوان ''ابلیسی منصوبے، اُمتِ مسلمہ اور دین اسلام کا مستقبل'' رکھا گیا تھا۔ ناظم پروگرام مقامی امیر کورنگی شرقی محترم نعمان نسیم تھے۔ پروگرام کی تشہیر بینرز، ہینڈ بل، سوشل میڈیا، دعوت نامے، پیڈسٹرین برتج پر بینرز کے ذریعہ بھر کی گئی تھی۔ رفقاء شام 4.30 بجے جمع ہوئے۔ دعوتی ملاقات کے آداب محترم حافظ ریان بن نعمان نے بیان کیے۔ بعد ازاں ناظم دعوت حلقہ محترم سعید الرحمان نے دعوتی ٹیمیں تشکیل دیں۔ عصر تا مغرب رفقاء نے علاقے میں ہینڈ بل تقسیم کیے اور احباب کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ نماز عشاء کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مشیر خصوصی محترم عامر خان نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ مجلس کا آغاز قاری محترم امداد اللہ عزیز کی خوبصورت تلاوت سے ہوا۔ بذریعہ ویڈیو کلام ''اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے'' سنوایا گیا۔ اس کے بعد امیر محترم نے ''ابلیسی منصوبے، اُمت مسلمہ اور دین اسلام کا مستقبل'' کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 208 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸﴾ ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیوں کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔''

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں سے مطالبہ ہے۔ وہ دین میں مکمل طور پر داخل ہوں اور زندگی کے ہر شعبے کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے تابع کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے بعد امتِ مسلمہ کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی

ہے کہ وہ خود بھی دین پر عمل کرے، دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے، اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے عادلانہ نظامِ زندگی کے قیام کے لیے جدوجہد کرے۔ ان دینی فرائض کی ادائیگی میں انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے، جو ہمیشہ اہلِ ایمان کو دین سے دور کرنے، امت کو تقسیم کرنے اور باطل قوتوں کے ذریعے اللہ کے دین کے غلبے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

شیطان، جس کا نام عزازیل بیان کیا جاتا ہے، نے سب سے پہلے حضرت آدمؑ سے حسد کیا، تکبر کیا اور ابلیس بن گیا۔ اسی طرح آخری نبی حضرت محمد ﷺ سے حسد کرنے والی قوم یہود اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق قرار پائی۔ آج یہی یہود انسانیت کے بدترین دشمن اور شیطانی ایجنڈے کے آلۂ کار بن چکے ہیں۔ کبھی جو فرعون بچوں کو قتل کرواتا تھا، آج نیتن یاہو ہے جو ہزاروں بچوں کو غزہ میں شہید کروا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں بار ہا شیطان کا ذکر فرما کر ہمیں اس کی چالوں سے خبردار کیا ہے۔ شیطان کی نمایاں بُری خصلتوں میں تکبر، حسد، ناشکری، حبِ جاہ، غلطی پر اصرار، صراطِ مستقیم سے روکنا، بے حیائی کا حکم دینا، میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا، الحاد کو فروغ دینا، قرآن وسنت کے واضح احکامات میں شکوک پیدا کرنا، مسلمانوں میں فرقہ واریت کو ہوا دینا، اور انسان کو فطرتِ سلیمہ سے دور کرنا شامل ہیں۔ شیطان اکیلا نہیں ہے اس کے کارندے جنات میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی۔ یہی انسانی کارندے کبھی عوام کی حاکمیت، کبھی عورت کی آزادی، کبھی نکاح کے انکار، اور کبھی ڈراموں، فحش و بے ہودہ فلموں کے ذریعے معاشرے کو گمراہی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں اُمت بنیں، اور اُمت اُس ہم مقصد گروہ کو کہا جاتا ہے جس کا نصب العین ایک ہو۔ ہم سب کا مشترکہ ہدف یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عادلانہ نظام عملاً نافذ ہو جائے۔ ہمارے پاس ایٹمی صلاحیت اور میزائل ٹیکنالوجی بھی ہے، بہترین افواج بھی موجود ہیں، وسائل اور سرمایہ کی بھی کمی نہیں، جدید ڈرون ٹیکنالوجی بھی مسلمانوں کے پاس ہے، اور بے شمار باصلاحیت افراد دنیا کے اعلیٰ ترین شعبوں میں اپنی صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود آج فیصلے ہمارے بارے میں دوسرے کرتے ہیں۔ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ''بنیانٌ مرصوص'' بننے کی ضرورت ہے۔ جس طرح جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ناگزیر ہے۔ افسوس کہ آج ہم معاذ اللہ سودی نظام میں براہِ راست ملوث ہو کر اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ کی کیفیت میں کھڑے ہیں۔

کرنے کے کاموں میں اس وقت سب سے اہم یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد کی کوشش کی جائے۔ نیٹو کی طرز پر مسلم ممالک کا مضبوط اتحاد قائم کیا جائے۔ مسلمانوں میں حقیقی ایمان کی تحریک برپا کی جائے، ایسا ایمان جو انسان کو باطل کے سامنے ڈٹ جانے کا حوصلہ دے۔ قرآنِ مجید کو سمجھ کر، ہدایت کی طلب کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کی جائے، اور رسول اللہ ﷺ کے مشن کو اپنی زندگی کا مشن بنایا جائے۔ آج بہت سے لوگ ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے محبت کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں، جو یقیناً لائقِ تحسین ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دو عظیم ادارے بھی قائم کیے تھے۔ ایک انجمن خدام القرآن اور دوسرا تنظیم اسلامی۔ اگر ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے واقعی اور سچی محبت ہے تو آئیں، ان اداروں کا حصہ بنیں اور اس مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

تنظیم اسلامی کی دعوت بھی یہی ہے۔ تنظیم اسلامی کا پیغام، خلافت راشدہ کا نظام۔ ہم نہ ووٹ مانگتے ہیں نہ نوٹ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ سب کو اس مبارک جدوجہد میں ہمارا ممد ومعاون بننے کی دعوت دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں واضح خبریں موجود ہیں کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم ونافذ ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ! ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس اہم ترین ذمہ داری یعنی اقامت دین کی جدوجہد کو ادا کرنے میں ہم کیا کردار ادا کرتے ہیں اور اسی سے متعلق قیامت کے دن ہم سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ ہمیں اس کی تیاری کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

تقریباً 700 حضرات و 200 خواتین نے اس بابرکت محفل میں شرکت کی۔ اس خطاب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی اور لائیو بھی نشر کیا گیا۔

امیر محترم کے دورہ کے موقع پر پانچ پروگرامز ترتیب دیئے گئے تھے۔ سب کے سب الحمدللہ خیر وعافیت کے ساتھ تکمیل پائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مزید آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام امراء ومعاونین رفقاء ورفیقات کی کاوشوں کو قبول ومنظور فرمائے۔ کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ دنیا وآخرت میں بہترین اجر سے نوازے۔ جذبوں کو تر وتازہ رکھے۔ آمین! (رپورٹ: محمد سہیل، معتمد حلقہ کراچی جنوبی)

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور — اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شمارہ جون 2026ء — محرم الحرام ۱۴۴۸ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: روحِ قربانی اور اُمت کی نشأۃِ ثانیہ: کیسے؟ — رضاء الحق
☆ تذکرہ و تبصرہ: مشرقِ وسطیٰ کا بحران اور پاکستان کا امتحان — شجاع الدین شیخ
☆ درسِ قرآن: سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ (۸) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ [illegible]: حقیقتِ عملِ صالح — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ گفتگو: مفتی طارق مسعود اور شجاع الدین شیخ کا مکالمہ — مجلہ الشریعہ
☆ منبر و محراب: دُعا کے ساتھ دوا بھی ضروری! — شجاع الدین شیخ
☆ ظروف و احوال: اسلام، جمہوریت اور پاکستان — ایوب بیگ مرزا
☆ حقوق و فرائض: اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق — احمد علی محمودی
☆ [illegible]: توکّل کی صحیح تعبیر — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 600 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org — 0301-1115348

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر
شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت
1kg
KLINIT
صفائی اور بچت ایک ساتھ
Multi Action Power Magic
Detergent Powder
With Colour Guard

میرا بااعتماد انتخاب
شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو
A proud PAKISTANI brand
Net Weight 1kg
TWO IN ONE ACTION
Whiff
Detergent Powder
Cleans+Disinfects
Let your Clothes Smile!
LONG BAR
SUPER SAVING PACK
DISHWASH BAR
Rs.20
Rs.50
JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan
For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.20

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore